COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

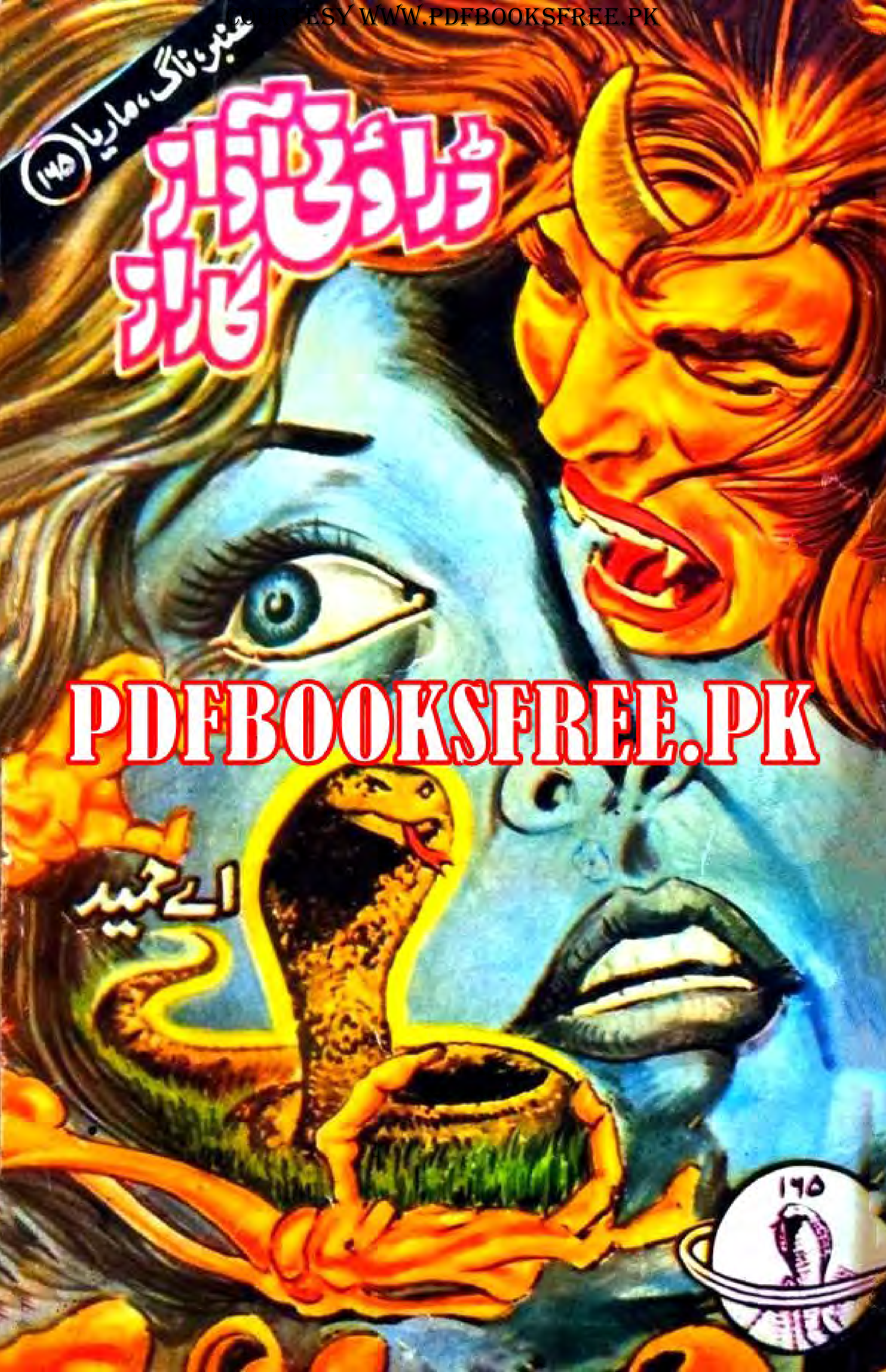

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

عنبر، ناگ، ماریا اور کیپٹن خلا میں

ڈراؤنی آواز کا راز

اے حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

قیمت ۷/۵۰ روپے

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ!

باراول : ۱۹۸۷ء
ناشر : عدنان سلیم
عنبر پبلی کیشنز ۱۴۰/بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور-۸
مطبع : تاجدین پرنٹرز، لاہور

پیارے دوستو!

عنبر ناگ ماریا کے اس ہولناک سفر میں ایک پُراسرار چینی جولی سانگ کو میڈل کے ساتھ چپکا کر چین کی طرف لے جا رہا ہے۔ تھیو سانگ، ناگ اور کیٹی اس کی تلاش میں میں بھٹک رہے ہیں۔ ماریا بھی جولی سانگ کی تلاش میں نکلی تو ایک حادثہ میں اپنے ساتھیوں سے بچھڑ چکی ہے۔ لیکن عنبر جو پہلے ہی دوستوں سے بچھڑا ہوا ہے۔ اُسی پُراسرار چینی کے جہاز میں نائب کپتان کے طور پر کام کر رہا ہے۔ جس کو بالکل علم نہیں کہ جن دوستوں کی وہ تلاش میں بھٹک رہا ہے اُن میں سے ایک میڈل کی صورت میں اسی پُراسرار چینی کے قبضہ میں ہے۔ کیا عنبر پر جولی سانگ کا راز کھلا۔ جاننے کے لیے اس کہانی کو پڑھیے۔

آپ کا انکل
اے حمید

۴۵۴/این راہِ چمن سمن آباد لاہور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PVL
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

ترتیب

- ہانڈی میں بند ہو جا
- ڈراؤنی آواز کا راز
- سانپوں والا گڑھا
- عنبر کا کارنامہ
- بادبان کھول دو

ہانڈی میں بند ہو جا

برہمن سانپ ابھی تک راکھشنی مورتی کے انتظار میں کنڈلی مارے سرنگ کے اندر بیٹھا تھا۔ جب اسے احساس ہونے لگا کہ اب راکھشنی مورتی شاید واپس نہیں آئے گی۔ تو وہ رینگتا ہوا سرنگ سے باہر سوکھے تالاب میں آگیا۔ وہ سانپ کی شکل میں تھا۔ اور راکھشنی مورتی نے اسے کہا تھا کہ عنبر کو ڈسنے کے بعد اس میں عنبر کی ساری طاقت آجائے گی۔ اور پھر وہ دن کو غیبی سانپ بن جائے گا اور رات کو اپنی انسانی شکل میں آجائے گا۔ اور اس کے پاس عنبر کی ساری طاقت ہو گی اور وہ ساری دنیا کا فاتح بن جائے گا لیکن برہمن سانپ نے کالا عمل کرنے کے بعد ایک ایسی ہندو عورت کے مغز کو کھا لیا تھا جس کو سانپ نے ڈسا ہوا تھا۔ اس لئے برہمن سانپ کو اب رات کے وقت انسان کی بجائے چڑیل بن جانا تھا۔ برہمن سانپ اپنے انجام سے بے خبر تھا۔ وہ یہی سمجھے ہوئے تھا۔ کہ رات کو وہ انسانی شکل میں آجائے گا اور دو دن بعد وہ دن کے وقت بھی سانپ نہیں بنا کرے گا بلکہ انسان کی شکل میں واپس آجائے گا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

برہمن سانپ کی شکل میں سوکھے تالاب کی دیوار کے ساتھ ساتھ رینگتا ہوا تالاب کی سیڑھیوں پر سے ہو کر باہر نکل آیا۔ وہ سانپ تھا اور غیبی حالت میں تھا۔ اسے کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا جبکہ وہ ہر ایک کو دیکھ رہا تھا۔ اب شام ہو گئی تھی اور رات کا اندھیرا آہستہ آہستہ پھیل رہا تھا۔ برہمن سانپ شہر کی طرف چلا تاکہ جب وہ انسان کی شکل میں واپس آئے تو رانی ماتا کے مندر کے قریب ہو جہاں سے وہ جاگیردار کے گھر واپس چلا جائے۔

جب رات ہو گئی تو رینگتے رینگتے برہمن سانپ نے محسوس کیا کہ اس کے جسم میں تبدیلی پیدا ہو رہی ہے۔ وہ بڑا خوش ہوا کہ اب وہ انسان بن جائے گا۔ برہمن سانپ ایک ویران سے اندھیرے کھیت میں سے گذر رہا تھا۔ جب وہ کیکر کے ایک ڈراؤنے درخت کے پاس پہنچا تو اچانک وہ ایک چڑیل بن گیا۔ اس کے لمبے لمبے دانت نکل آئے۔ پاؤں الٹے ہو گئے۔ بال لمبے ہو گئے۔ آنکھیں ڈراؤنی ہو گئیں۔ انگلیوں کے ناخن نوکیلے ہو گئے۔ چہرے سے وحشت ٹپکنے لگی۔ برہمن سانپ نے اپنے جسم کی یہ حالت دیکھی تو خوف کے مارے اس کے حلق سے چیخ نکل گئی۔ اس کی چیخ کی آواز سن کر کیکر کے درخت پر سوئے ہوئے پرندے پھڑپھڑا کر اڑ گئے۔

برہمن سانپ سمجھ گیا کہ اس کے عمل میں کہیں گڑبڑ ہو گئی ہے جس کی وجہ سے وہ انسان کی بجائے چڑیل بن گیا ہے۔ اس کے

جسم میں جیسے آگ سی لگ رہی تھی اسے پیاس محسوس ہوئی وہ ایک تالاب کے کنارے جا کر رک گیا۔ ستاروں کی روشنی میں تالاب کا پانی اسے صاف نظر آ رہا تھا۔ اس نے پانی کی سطح سے منہ لگا کر کتنا ہی پانی غٹا غٹ پی لیا۔ پھر غور کرنے لگا کہ اس کے ساتھ یہ تبدیلی کیوں آئی ہے؟ مگر اس کا ذہن بھی ایک چڑیل کا ذہن بن چکا تھا۔ وہ زیادہ غور نہ کر سکا اور حلق سے ایک چیخ نکالی۔

پھر وہ زمین پر چلتا جاگیردار کی حویلی کی طرف چلا حویلی کے باہر چوکیدار بیٹھا اب بھی پہرہ دے رہا تھا جب کہ جاگیردار وہاں نہیں تھا حویلی میں جاگیردار کے نوکر اور ایک رشتہ دار رہ رہا تھا۔ برہمن سانپ کو اب ہم برہمن چڑیل کہہ کر پکاریں گے۔ کیونکہ اب رات کو وہ ایک چڑیل بن جایا کرے گا۔ برہمن چڑیل چوکیدار کے قریب گئی۔ برہمن یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ اسے کوئی دیکھتا ہے کہ نہیں۔ مگر چوکیدار نے اسے دیکھ لیا تھا۔ وہ چیخ مار کر وہیں بے ہوش ہو گیا۔ برہمن چڑیل نے اسے اٹھا کر زور سے ہوا میں اچھال دیا۔ پھر وہ حویلی کے اندر داخل ہو گئی۔ حویلی میں داخل ہوتے ہی برہمن چڑیل نے ایک بھیانک چیخ بلند کی۔ وہاں افراتفری مچ گئی۔ نوکر اور جاگیردار کے رشتہ دار بھاگے۔ مگر برہمن چڑیل نے دو تین آدمیوں کو وہیں ہڑپ کر لیا۔ اور جنگل میں جا کر غائب ہو گئی۔ دن نکلا تو برہمن چڑیل پھر غیبی سانپ بن گیا۔ سانپ بن کر وہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

راستے میں آکر بیٹھ گیا۔ ایک کسان ادھر سے گزرا تو اس نے اسے ڈس دیا۔ بے چارہ وہیں گرا اور مر گیا۔ برہمن سانپ اب نیم پاگل ہو گیا تھا۔ اس نے دن میں سانپ بن کر اور رات کو چڑیل بن کر لوگوں کو ہلاک کرنا شروع کر دیا تھا۔ شہر میں شور مچ گیا۔

عنبر غیبی سائے کی حالت میں سرائے کی کوٹھڑی میں اسی طرح موجود تھا۔ ناگ، تھیوسانگ کیٹی جولی سانگ اور ماریا۔ بیچارے عنبر کو کچھ روز اس شہر دتنا پور میں تلاش کرنے کے بعد وہاں سے آگے روانہ ہو گئے تھے۔ وہ ہندوستان کے جنوب کے شہر منگلور کی طرف جا رہے تھے۔ عنبر۔ برہمن سانپ کے ڈسنے سے ایسا غیبی بن گیا تھا۔ جس کی نہ خوشبو اٹھتی تھی اور نہ وہ آواز ہی نکال سکتا تھا۔ کوئی اسے دیکھ بھی نہیں سکتا تھا۔ اور وہ کسی کے جسم کو چھو بھی نہیں سکتا تھا۔ عنبر کی ایسی حالت کبھی نہیں ہوئی تھی۔ مگر وہ خود سب کچھ دیکھ بھی سکتا تھا اور سن بھی سکتا تھا۔

عنبر کے سامنے ناگ ماریا تھیوسانگ کیٹی اور جولی سانگ اس کو تلاش کرتے کرتے ہندوستان کے جنوب کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔ جب سرائے میں سے بھی مسافر چڑیل اور سانپ کے خوف سے بھاگنے لگے تو عنبر نے اس چڑیل کے ظلم و ستم سے لوگوں کو نجات دلانے کا فیصلہ کیا۔ مگر وہ خود بے بس تھا اور کوٹھڑی سے باہر تک نہیں نکل سکتا تھا۔ وہ ذرا کوٹھڑی سے باہر نکلتا تو

اسے ایک جھٹکا لگتا اور وہ واپس کوٹھڑی میں آجاتا تھا۔ عنبر نے سرائے کے مالک کو بات کرتے سن لیا تھا کہ شہر میں ایک چڑیل اور غیبی سانپ آگئے ہیں۔ چڑیل رات کو آدمیوں کو ہڑپ کر جاتی ہے اور سانپ دن کے وقت مسافروں کو ڈس کر ہلاک کر دیتا ہے۔

عنبر کو لوگوں کی اس افسوس ناک حالت پر سخت دکھ ہو رہا تھا۔ اس نے سرائے میں لوگوں کی زبانی سنا تھا کہ چڑیل اور سانپ نے کئی بچوں کو بھی ہلاک کر ڈالا ہے۔ عنبر سرائے کی کوٹھڑی میں بے بسی کی حالت میں فضا میں تیر رہا تھا۔ اس نے دل ہی دل میں خداوند کریم سے بڑی عاجزی سے دعا کی کہ اے میرے پروردگار! مجھے اتنی طاقت عطا فرما کہ میں تیری مخلوق کو اس چڑیل اور غیبی سانپ کے ظلم سے نجات دلا سکوں اب ایسا اتفاق ہوا کہ سرائے جب خالی ہو گئی تو عنبر کی کوٹھڑی میں ایک مسافر رہنے کے لئے آیا جس کے پاس ایک کالی ہانڈی تھی۔ ہانڈی کے منہ پر کپڑا بندھا ہوا تھا۔ یہ آدمی اچھی خاصی عمر کا تھا۔ اور اس کی لمبی داڑھی تھی۔ عنبر کوٹھڑی کی چھت سے سائے کی طرح لگا خاموشی سے اس آدمی کو تک رہا تھا۔ وہ آدمی چارپائی پر ہانڈی سامنے رکھ کر بیٹھ گیا اور منہ ہی منہ میں کچھ پڑھنے لگا۔

رات ہو گئی تھی۔ اچانک باہر چڑیل کی چیخ بلند ہوئی۔ اس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آدمی نے پڑھتے پڑھتے اٹھ کر کوٹھڑی کا دروازہ کھول دیا۔ دروازہ کھلنے کے ساتھ ہی برہمن چڑیل اندر آگئی۔ وہ آدمی چارپائی پر بیٹھ گیا۔

ہانڈی کے منہ پر سے کپڑا ہٹا کر بولا:

"انسانوں پر ظلم کرنے والی چڑیل۔ اب تیرا انجام آن پہنچا ہے۔"

آدمی نے زور سے پھونک ماری۔ برہمن چڑیل کے منہ سے ایک بھیانک آواز نکلی۔ وہ باہر کی طرف دوڑی مگر وہ وہیں جم کر رہ گئی۔ پھر اپنے آپ واپس مڑی اور دیکھتے دیکھتے اس کا سارا جسم دھوئیں کے ایک ستون میں تبدیل ہو گیا اور وہ سانپ کی طرح بل کھاتی اپنا پھن لہراتی ہانڈی میں آکر سما گئی۔ جونہی وہ ہانڈی میں بند ہوئی بزرگ آدمی نے کچھ پڑھ کر ہانڈی میں پھونک ماری۔ ہانڈی کے اندر سے ایک چیخ کے ساتھ شعلہ بلند ہوا اور پھر ہانڈی خالی تھی۔ اب بزرگ آدمی نے چھت کی طرف منہ اٹھا کر کہا:

"عنبر! خدا نے تیری آرزو میرے ہاتھوں پوری کرادی ہے۔ انسانوں کو اس برہمن چڑیل سے نجات مل گئی۔ جس نے تجھے سانپ بن کر ڈسا تھا۔ اور تیری یہ حالت ہوگئی ہے۔ اب تو ایسا کر کہ خدا کے حکم سے اس ہانڈی میں آکر بند ہو جا۔ میں اس ہانڈی کو دریا کی لہروں میں بہا دوں گا۔ یہ ہانڈی تجھے لے کر

ایک ایسی جگہ پہنچے گی جہاں دو دریا آپس میں مل رہے ہوں گے اس مقام کو سنگم کہتے ہیں۔ سنگم کے مقام پر دریا کے اندر سے ایک چٹان ابھری ہوئی ہے۔ ہنڈیا اپنے آپ اس چٹان سے ٹکرا کر ٹوٹ جائے گی۔ پھر تو ہانڈی سے غیبی سانپ کی شکل میں اپنے آپ باہر نکل آئے گا۔ لیکن ابھی تیری طاقت تیرے پاس نہیں ہوگی تم اس چٹان کے غار میں بیٹھ کر طوفانی رات کا انتظار کرنا۔ طوفانی رات کو بادل گرجیں گے۔ موسلا دھار بارش ہوگی بجلی چمکے گی۔ اس کے ساتھ ہی وہاں ایک انسان کا سنہری سایہ گزرے گا۔ تیرے پاس آکر وہ سنہری سایہ رک جائے گا۔ وہ تجھ سے جو کچھ کہے گا اسے غور سے سننا اور اس پر عمل کرنا۔ تب تیری کھوئی ہوئی طاقت تجھے واپس مل جائے گی۔"

اس کے ساتھ ہی دھوئیں کی پتلی لکیر بن کر عنبر ہانڈی میں آکر سما گیا۔ بزرگ آدمی نے ہانڈی کے منہ پر کپڑا لپیٹا اسے اٹھایا اور سرائے سے نکل کر دریا کی طرف چل دیا۔ دریا وہاں سے زیادہ دور نہیں تھا۔ بزرگ آدمی نے دریا پر جا کر ہانڈی کو لہروں کے حوالے کر دیا۔ دریا کا بہاؤ بڑا تیز تھا۔ لہریں ہانڈی کو بہا کر دور لے گئیں۔

عنبر ہانڈی میں بند تھا۔

ساری رات ہانڈی عنبر کو لے کر دریا میں بہتی رہی۔ جب سورج کی روشنی نمودار ہوئی تو دوسری طرف سے ایک اور دریا آکر اس دریا میں شامل ہو گیا۔ جہاں دو دریا ملتے ہیں اس جگہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کو سنگم کہا جاتا ہے۔ یہی وہ سنگم کا مقام تھا۔ جس کے بارے میں بزرگ آدمی نے عنبر کو کہا تھا۔

یہاں ایک سیاہ چٹان دریا میں سے باہر کو نکلی ہوئی تھی۔ عنبر جس ہانڈی میں بند تھا وہ لہروں پر بہتی ہوئی آئی اور چٹان کے پتھروں سے زور سے ٹکرائی اور ٹوٹ گئی۔ ہانڈی کے ٹوٹتے ہی عنبر ایک غیبی سانپ کی شکل میں ہوا میں بلند ہوگیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ چٹان میں ایک غار بنا ہوا ہے۔ بزرگ کی ہدایت کے مطابق عنبر سانپ کی شکل میں غار کے منہ پر آکر بیٹھ گیا۔ سارا دن وہیں بیٹھے بیٹھے گذر گیا۔ اسے رات ہونے کا انتظار تھا۔ جب رات ہوئی تو اچانک آسمان پر کالے کالے بادل چھاگئے۔ بجلی چمکنے لگی بادل گرجنے لگے۔ زور کی آندھی چلنے لگی۔ بجلی کے کڑاکے گونجنے لگے۔ اور موسلا دھار بارش شروع ہوگئی۔ عنبر غار کے دہانے یعنی منہ پر ایک طرف ہو کر کنڈلی مار کر بیٹھا رہا۔ آدھی رات تک زبردست بارش ہوتی رہی۔ آدھی رات کے بعد جاکر کہیں بارش تھمی۔ پھر عنبر کو عجیب سی پیاری پیاری خوشبو آنے لگی۔ اس نے دیکھا کہ دائیں جانب سے ایک سنہری انسانی سایہ چلا آرہا ہے۔ یہ خوشبو اسی انسانی سائے کی تھی۔

پیارے دوستو!

جب انسان برائی کو چھوڑ کر۔ برے برے خیالات کو چھوڑ کر نیک اور پاکیزہ باتیں سوچنے لگتا ہے۔ نیکی کے کام کرنے لگتا ہے

تو اس کی روح سے ایک خاص خوشبو نکلنا شروع ہو جاتی ہے یہ خوشبو اس کی شخصیت میں اتنی زبردست کشش پیدا کر دیتی ہے کہ ہر انسان اس کی طرف کھنچا چلا آتا ہے اور اللہ کے حکم سے نیکی کے فرشتے ایسے نیک آدمی کی حفاظت کرنا شروع کر دیتے ہیں۔

ایسی ہی خوشبو اس وقت اس سنہری سائے سے اٹھ رہی تھی۔ جس کو عنبر نے سانپ کی شکل میں صرف محسوس کر لیا تھا۔ سنہری سایہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا عنبر کے پاس آکر رک گیا۔ عنبر اس سنہری سائے میں تھا۔ عنبر کو ایک عجیب روحانی خوشی کا احساس ہونے لگا اچانک اسے ایک میٹھی آواز سنائی دی۔

"عنبر: تیرے دل میں ہمیشہ انسان کی بھلائی کا خیال رہتا ہے۔ اسی لئے قدرت ہر جگہ تیری حفاظت کرتی ہے۔ اور تجھے اندھیرے میں بھی راستہ دکھاتی ہے۔ میں خدا کے حکم سے تیری مدد کو آیا ہوں۔ سن: اس دریا کے آگے ایک پتھروں کا پرانا پل ہے۔ اس پل کے پار دوسرے کنارے پر ایک ہزاروں سال پرانا مکان بنا ہوا ہے۔ اس مکان میں ایک جادوگر نے دو معصوم بہنوں کو اپنی قید میں ڈال رکھا ہے۔ جا! اور جاکر ان کو جادوگر کی قید سے آزاد کرا۔"

عنبر نے غیبی سانپ کی آواز میں کہا!

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میری طاقت میرے پاس نہیں ہے۔ میں ان بہنوں کی کیسے مدد کر سکوں گا! جادوگر تو مجھ پر بھی جادو کر دیگا۔

سنہری سائے نے کہا!

"جب تو دریا کے دوسرے کنارے پر پہنچے گا تو تیری ساری طاقت تجھے واپس مل جائے گی۔ اور ہزاروں برس پرانے آسیبی مکان میں داخل ہونے سے پہلے پانچ بار دل میں خدا کو مدد کے لئے پکارنا اور دل کو مضبوط رکھنا۔ پھر تم پر کسی جادو کا اثر نہیں ہوگا۔ جادو کا اثر کمزور لوگوں پر ہوتا ہے اور تو طاقتور انسان ہے عنبر! تجھ کو خدا پر مکمل بھروسہ ہے۔ خدا پر ایمان ہے۔ جادو تیرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ جاکر ان دونوں بہنوں کو اس ظالم جادوگر کے پنجے سے آزاد کرا۔ وہ آدھی رات کو ایک سونے کا مرتبان لے کر آتا ہے جس کے اندر دونوں بہنیں بند ہوتی ہیں۔ آگے تجھے اپنی عقل سے کام لینا ہوگا۔ میں تجھے جتنا بتا سکتا تھا بتا دیا۔"

سنہری سایہ آگے بڑھ گیا۔ اس کے جاتے ہی عنبر سانپ نے دریا میں چھلانگ لگا دی۔ وہ پانی پر تیر رہا تھا۔ ستاروں کی روشنی میں عنبر نے دور ایک پل کا سایہ دیکھا۔ یہ پل بہت پرانا تھا۔ اور پتھروں سے بنایا گیا تھا۔ جب پل قریب آیا تو عنبر ا پل پر چڑھ گیا۔ وہ رینگتا ہوا دریا کے دوسرے کنارے پ

پہنچ گیا۔ اس نے دیکھا کہ دریا کے کنارے کچھ فاصلے پر ایک اکیلا مکان بنا ہوا تھا۔ جس کی چھت ایک طرف کو جھکی ہوئی تھی۔

یہی وہ آسیبی مکان تھا۔ جہاں اس جادوگر نے دو بہنوں کو اپنی قید میں ڈال رکھا تھا۔ اور جن کو عنبر نے آزاد کرانا تھا۔ عنبر ابھی تک سانپ کی شکل میں تھا۔ جونہی وہ آسیبی مکان کے قریب پہنچا اس کے جسم میں تبدیلی پیدا ہوگئی اور وہ سانپ سے اپنی اصلی انسانی شکل میں آگیا۔ عنبر نے اپنے جسم کو دوبارہ دیکھا تو وہ بہت خوش ہوا۔ اسے اب دریا کی لہروں اور ہوا کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ اس نے آہستہ سے آواز نکالی۔ عنبر بول بھی سکتا تھا۔ اس کی طاقت اسے واپس مل گئی تھی۔ مگر وہ اس طرح سے غائب تھا کہ وہ خود تو اپنے آپ کو دیکھ سکتا مگر دوسرا کوئی اسے نہیں دیکھ سکتا تھا۔ اس کا احساس عنبر کو اس وقت ہوا جب ایک ہرن اس کے قریب آکر بیٹھ گیا۔

ہرن انسان سے بہت ڈرتا ہے مگر چونکہ اسے عنبر نظر نہیں آ رہا تھا۔ اس لئے ہرن بڑے سکون سے بیٹھا رہا۔ عنبر نے ہرن کے قریب اپنا چہرہ کیا مگر ہرن کو پھر بھی احساس نہ ہوا۔ عنبر کو شک ہوا کہ وہ ابھی تک غائب ہے۔ اس خیال سے کہ شاید اس میں بھی کوئی مصلحت ہو۔ عنبر خاموشی سے آسیبی مکان کی طرف بڑھا۔ مکان بے حد پرانا اور بوسیدہ تھا۔ اس کی دیواروں کا پلستر اکھڑ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

چکا تھا۔ چھت ایک طرف کو جھکی ہوئی تھی۔ دروازہ بند تھا۔ عنبر نے دروازہ کھولا تو عجیب سی ڈراؤنی آواز پیدا ہوئی۔ عنبر مکان میں داخل ہوگیا۔ یہاں فرش لکڑی کا تھا۔ دیواروں پر جانوروں کے سر لٹکے ہوئے تھے۔ آتش دان کے اوپر ایک اُلّو رکھا تھا۔ جس کی کھال میں بھُس بھری ہوئی تھی۔

ابھی تھوڑی رات باقی تھی۔ کمرے میں گھپ اندھیرا تھا۔ مگر چونکہ عنبر کی ساری طاقتیں واپس آچکی تھیں۔ اس لئے وہ اندھیرے میں بھی دیکھ سکتا تھا۔ عنبر آتش دان کے پاس ایک طرف ہوکر چھوٹی سی کرسی پر بیٹھ گیا۔ باہر بارش کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ اچانک کمرے کا پرانا دروازہ اپنے آپ بند ہوگیا اور اس دروازے میں سے ایک انسانی ہاتھ جس کی انگلیوں پر لمبے بال تھے چٹکی بجاتا نمودار ہوا اور کمرے میں آکر آتش دان کے اوپر لٹک گیا اور چٹکی بجانے لگا۔ عنبر اسے تعجب سے تک رہا تھا۔ یہ ہاتھ صرف کہنی تک تھا۔ باقی انسانی جسم غائب تھا۔ عنبر اٹھ کر دیوار کے ساتھ لگ گیا۔ اس کے بعد بند دروازے میں سے دو فل بوٹ نکل کر اپنے آپ چلتے چلتے کمرے کے درمیان میں آ کر رک گئے۔ یہ دو فل بوٹ تھے۔ جو پنڈلیوں تک پہنے جاتے ہیں۔ مگر ان میں انسانی پنڈلیاں نہیں تھیں۔ خالی فل بوٹ تھے جو اپنے آپ چل کر کمرے کے درمیان میں آکر رک گئے تھے۔ آتشدان کے اوپر لٹکتے ہاتھ نے چٹکی بجائی۔ فل بوٹ نے ڈانس

کرنا شروع کر دیا۔ یہ ایسے ڈانس کر رہا تھا جیسے کوئی انسان ڈانس کرتا ہے۔ کٹا ہوا ہاتھ چٹکی بجائے جا رہا تھا۔

پھر بند دروازے میں سے ایک انسانی سر داخل ہوا۔ اس سر کی بڑی بڑی دو گول آنکھیں تھیں ناک طوطے کی چونچ کی طرح آگے سے مڑی ہوئی تھی۔ ٹھوڑی اندر کو دھنسی ہوئی تھی۔ اور دو دانت ہونٹوں سے تھوڑے باہر نکلے ہوئے تھے۔ سر کے بال پھولے ہوئے تھے۔ یہ سر ہنستا ہوا اور قہقہے لگاتا کمرے میں آکر چکر لگانے لگا۔ پھر وہ آتشدان کے پاس جو گول میز رکھا تھا۔ اس پر آکر گیند کی طرح ٹک گیا۔ فل بوٹ بھی میز کے ساتھ آکر لگ گئے۔ کٹا ہوا ہاتھ بھی میز پر انسانی سر کے اوپر آکر لٹکنے لگا۔ عنبر دیوار کے ساتھ لگ کر یہ سارا کچھ حیرانی سے تک رہا تھا۔ تعجب کی بات یہ بھی تھی کہ ابھی تک کسی کی نگاہ اس پر نہیں پڑی تھی۔ کسی نے اسے نہیں دیکھا تھا۔ بات اصل میں یہ تھی کہ عنبر کسی کو نظر بھی نہیں آ رہا تھا۔ یہ غار والے سنہری سائے کا اثر تھا کہ عنبر ابھی تک غائب تھا۔

کمرے میں خاموشی چھا گئی۔ گول گیند ایسا سر آتشدان کے سامنے والی میز پر ٹکا تھا۔ کٹا ہوا ہاتھ اس کے اوپر لٹک رہا تھا۔ فل بوٹ میز کے ساتھ لگے تھے۔ پھر ایک خالی کرسی اپنے آپ کمرے میں داخل ہوئی۔ اس پر کوئی نہیں بیٹھا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھا۔ وہ کسی نے اٹھائی ہوئی بھی نہیں تھی۔ وہ اپنے آپ ہوا میں اڑتی ہوئی آئی اور آتش دان کے سامنے زمین کے سا لگ گئی۔ عنبر اسے غور سے دیکھ رہا تھا۔ ایک دم سے کٹا ہ ہاتھ آگے بڑھا۔ اس نے چٹکی بجائی اور اس کے ہاتھ میں ایک گلاس آگیا۔ جس میں چائے تھی۔ وہ گلاس کرسی کے پا لے گیا۔

کسی نے گلاس پکڑ کر پی لیا۔ پیتے ہی ایک آدمی کا کرسی پر نمودار ہو گیا۔ یہ ایک گول مٹول پہلوان قسم کا آدمی جس کے سر کے عین درمیان میں سینگ تھا۔ عنبر نے سوچا ک جادوگر ہو سکتا ہے۔ جادوگر نے چٹکی بجائی اور اشارہ ک فوراً کٹا ہوا ہاتھ دروازے میں سے باہر نکل گیا۔ جب وا آیا تو اس کے ہاتھ میں سونے کا ایک گول پنجرہ تھا۔ ج میں دو بلبلیں تھیں۔ جادوگر نے دونوں بلبلوں کو پنجرے سے نکال کر زمین پر رکھ دیا۔ اور چٹکی بجائی تو بلبلیں دو ل بن گئیں۔ یہ وہی دو معصوم بہنیں تھیں جن کو جادوگر نے کر رکھا تھا۔ اور جن کو آزاد کرانے کے لئے عنبر وہاں آیا جادوگر بھی عنبر کو ابھی تک نہیں دیکھ سکا تھا۔

دونوں بہنیں پورے انسانی قد جتنی ہو گئی تھیں اور وہ ہوئی نظروں سے جادوگر کو دیکھ رہی تھیں۔

ان میں سے ایک لڑکی نے کہا!

"ہمیں چھوڑ دو۔ ہم تمہارے پاؤں پڑتی ہیں۔ ہمیں اپنے گھر جانے دو۔"

جادوگر نے قہقہہ لگایا۔ فل بوٹ بھی اچھلنے لگے۔ کٹا ہوا ہاتھ بھی چٹکی بجاتا فضا میں رقص کرنے لگا۔ گول سر بھی قہقہے لگا رہا تھا۔

جادوگر نے کہا!

"اپنے گھر کو بھول جاؤ۔"

جادوگر چیخ رہا تھا۔

"انہیں ابھی گھر یاد آتا ہے۔ میں ان کی گردن کاٹ کر انہیں ہمیشہ کے لئے اپنے پاس رکھوں گا۔"

دونوں بہنیں ڈر کر بیٹھ گئیں۔

جادوگر نے کہا!

"ان کی گردنیں ایک ایک کر کے اتار دو۔"

اسی وقت فل بوٹ ہوا میں اچھل کر نیچے آئے تو وہاں ایک شکاری قسم کا آدمی ظاہر ہو گیا۔ جس کے ہاتھ میں تلوار تھی۔ عنبر نے یہ معاملہ دیکھا تو شکاری جلاد کی طرف بڑھا۔ فل بوٹ وا شکاری نے تلوار ایک لڑکی کو مارنے کے لئے اٹھائی ہی تھی۔ عنبر نے پیچھے سے اس کی گردن پر اتنے زور سے مکا مارا وہ منہ کے بل آگے گرا اور اس کی گردن ٹوٹ کر ایک ط لٹکنے لگی۔ جادوگر نے جب اپنے ساتھی کو مرتے دیکھا تو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

غصّے سے لرزنے لگا۔ اس نے ایک چیخ ماری اور کوئی منتر پڑھ کر زور سے پھونکا۔ جہاں عنبر کھڑا تھا وہاں آگ کا شعلہ بلند ہوا مگر نہ تو عنبر کو کچھ ہوا اور نہ عنبر کسی کو دکھائی ہی دیا۔ اس سے عنبر کا حوصلہ بڑھ گیا۔ اسے یوں محسوس ہوا۔ جیسے سنہری سایہ اس کے ساتھ تھا۔ وہ اب گول مٹول جادوگر کی طرف بڑھا۔

جونہی وہ جادوگر کی کرسی کے قریب آیا اسے ایک جھٹکا لگا۔ اور وہ اچھل کر پیچھے کو گرا۔ عنبر سمجھ گیا کہ اس جادوگر نے اپنی کرسی کے گرد طلسم کا ایک دائرہ کھینچ رکھا ہے۔ جادوگر اٹھ کر چلایا۔

"میں تمہیں جلا کر بھسم کر دوں گا۔ تم کوئی بھوت ہو۔
میں جانتا ہوں تم ان لڑکیوں کو اغوا کرنے کے
لئے آئے ہو۔ مگر میں تمہیں ایسا نہیں کرنے دوں
گا۔"

اور گول مٹول جادوگر نے دونوں سہمی ہوئی لڑکیوں کو دوبارا بلبلیں بنا کر پنجرے میں بند کر دیا اور کٹا ہوا ہاتھ اسے اڑا کر کمرے سے باہر لے گیا۔ اور غائب ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی جادوگر بھی غائب ہو گیا۔ فل بوٹ والا شکاری بھی غائب ہو گیا۔ گول سر ہی وہاں رہ گیا تھا۔ اس نے چیختے ہوئے کمرے کا ایک چکر لگایا اور وہ بھی غائب ہو گیا۔ عنبر کمرے میں اکیلا رہ

گیا۔ دیوار میں ایک چھوٹا دروازہ تھا۔ عنبر نے اسے کھولا تو دوسری طرف ایک گہرا کنواں تھا۔ عنبر نے جھک کر دیکھا۔ کنوئیں کے نیچے سے لڑکیوں کے رونے کی ہلکی ہلکی آواز آ رہی تھی۔ عنبر کنوئیں میں اتر گیا۔ کنوئیں کی تہہ میں پانی نہیں تھا۔ وہاں پتھر ہی پتھر پڑے تھے۔ کنوئیں کی دیوار میں نیچے جا کر ایک چھوٹی سی کھڑکی تھی۔ یہ کھڑکی کھلی تھی۔ کھڑکی کی دوسری طرف گھپ اندھیرا چھایا تھا عنبر کھڑکی کی دوسری طرف آ گیا۔ لڑکیوں کے رونے کی آواز جدھر سے آ رہی تھی وہ ادھر کو چلا۔ اندھیرے میں چلے تو اسے کچھ نظر نہ آیا۔ پھر ایک تنگ سا جنگلی راستہ دکھائی دیا۔ جس کی دونوں جانب درختوں نے اپنا سایہ کر رکھا تھا۔ یہ درخت ایسے تھے کہ ان پر ایک پتہ بھی نہیں تھا۔ شاخیں کانٹوں سے بھری ہوئی تھیں عنبر نے ایک شاخ کو ہاتھ سے پرے کیا تو شاخ میں سے ہلکی سسکی کی آواز آئی۔ عنبر رک گیا۔

شاخ نے کہا:

"یہاں سے جان بچا کر چلے جاؤ۔ یہ لوگ تمہیں زندہ نہیں
چھوڑیں گے۔ تمہیں کانٹوں بھرا درخت بنا کر یہاں گاڑ
دیں گے۔ بھاگ جاؤ۔ بھاگ جاؤ۔"

عنبر نے کہا:

"میں قیدی بہنوں کو یہاں سے نکالنے آیا ہوں
مجھے بتاؤ وہ کہاں ہیں۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

درخت کی کانٹوں بھری شاخ خاموش ہوگئی۔ اب لڑکیوں کے رونے کی آواز بھی نہیں آرہی تھی۔ عنبر نے جب اپنا جملہ دہرایا تو درخت کی کانٹوں بھری شاخ نے سرگوشی میں کہا:

"اگر تمہیں اپنی جان پیاری نہیں ہے تو جاؤ۔ اندھیرے میں ایک باؤلی ہے۔ باؤلی میں ایک لاش تیر رہی ہے۔ اس کے ہاتھ میں کالے زمرد کی انگوٹھی ہے۔ اگر تو وہ انگوٹھی نکالنے میں کامیاب ہو گیا تو پھر سمجھ لینا کہ تجھے سب کچھ مل جائے گا جس کی تمہیں تلاش ہے۔"

عنبر وہاں سے آگے چلا۔ اندھیرے میں چلتے چلتے اسے ایک جگہ پتھروں کے درمیان بنی ہوئی باؤلی نظر آئی۔ اس نے جھک کر باؤلی میں دیکھا۔ اندھیرے میں ہی اسے نیچے باؤلی کے پانی میں ایک لاش تیرتی ہوئی دکھائی دی۔ عنبر تیزی سے باؤلی میں اتر گیا۔ لاش ایک عورت کی تھی۔ اس کے بال پانی میں پھیلے ہوئے تھے۔ لاش پھولی ہوئی اور ڈراؤنی ہوگئی تھی۔ عنبر نے اس کے ہاتھ کو دیکھا۔ اس کی ایک انگلی میں سیاہ زمرد کی انگوٹھی تھی۔ عنبر نے ہاتھ بڑھا کر انگوٹھی اتاری تو لاش نے دونوں ہاتھ عنبر کی گردن میں ڈال کر ایک ایسی بھیانک چیخ ماری کہ اگر عنبر کی جگہ کوئی کمزور دل انسان ہوتا تو وہ وہیں مر جاتا مگر عنبر ایک بہادر نوجوان تھا۔ اسے خدا پر بھروسہ

ڈراؤنی آواز کا راز

روشنی قریب آتی گئی۔

عنبر ابھی تک فضا میں ہی اڑتا چلا آرہا تھا۔ اس نے دیکھا کہ یہ روشنی ایک دریا کے درمیان سے ایک شعلے کی شکل میں نکل رہی ہے۔ اب اسے پہلی بار آسمان دکھائی دیا۔ جس پر سیاہ رنگ کے ستارے چمک رہے تھے۔ عنبر دریا کے کنارے اتر آیا۔ دریا کے درمیان میں سے شعلے اس طرح بلند ہو رہے تھے۔ جیسے دریا کے نیچے آتش فشاں پہاڑ کا لاوا کھول رہا ہو۔ وہ دریا کے کنارے کنارے چلتا گیا۔ کافی دور جا کر اس نے دریا کی طرف دیکھا۔ شعلے بہت پیچھے رہ گئے تھے۔ روشنی بھی کم ہوگئی تھی۔ اور ایک بار پھر اندھیرا پھیلنے لگا تھا۔ عنبر سوچنے لگا کہ یا اللہ میں کہاں آگیا ہوں! یہ کونسی دنیا ہے؟

اب اس کے سامنے دریا پر ایک پل بنا تھا۔ پل اسی رنگ کے پتھر کا تھا جس رنگ کے پتھر کی عنبر نے انگوٹھی پہن رکھی تھی وہ پل کے دروازے پر کھڑا ہو کر سوچنے لگا کہ پل پار کرنا چاہئے یا نہیں۔ اس کے دل نے جیسے کہا کہ پل پار کر جاؤ۔ ابھی تک عنبر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کو پل کے پار سوائے سیاہ کالی دھند کے اور کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔ عنبر پنجرہ لئے پلٹتا گیا

پل کی دوسری جانب آکر وہ سیاہ دھند میں ڈوب گیا۔ اس دھند میں اسے کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔ پھر بھی وہ پھونک پھونک کر قدم رکھتا چلا جا رہا تھا۔

دھند ختم ہونے میں نہ آتی تھی۔ عنبر نے فضا میں اوپر اڑان بھری اور اوپر ہی اوپر اٹھنے لگا۔ دھند اب بھی ختم نہیں ہو رہی تھی۔ اچانک دھند چھٹ گئی۔ اب عنبر نے اپنے اوپر آسمان دیکھا جو کالی سیاہ گھٹاؤں میں چھپا ہوا تھا۔ سامنے دور میدان میں ایک شہر کی فصیل اور مکان نظر آ رہے تھے۔ عنبر بڑا خوش ہوا کہ خدا کا شکر ہے کسی شہر کی آبادی کی شکل تو نظر آئی۔ وہ شہر کی طرف بڑھا شہر کے قریب آکر وہ زمین پر آ گیا اور آگے بڑھا تو دیکھا کہ شہر کا بڑا پھاٹک کھلا تھا۔ عنبر شہر میں داخل ہو گیا۔

اس کی حیرانی کی کوئی انتہا نہ رہی۔ جب اس نے دیکھا کہ شہر کے بازار لوگوں سے خالی تھے۔ سنسان تھے۔ ہر طرف سناٹا چھا رہا تھا۔ دکانیں کھلی تھیں مگر نہ وہاں دوکاندار تھے اور نہ گاہک تھے۔ راہ گیر بھی نہیں تھے۔ سارے بازار ویران پڑے ہوئے تھے مکانوں کے دروازے بھی کھلے تھے۔ عنبر ایک مکان میں داخل ہو گیا مکان میں چارپائیاں بچھی تھیں۔ برتن لگے تھے۔ قالین اور چاندنیاں بچھی تھیں مگر گھر میں کوئی انسان کوئی مرد، کوئی عورت کوئی بچہ

یں تھا۔

اچانک پنجرے میں بند دونوں بہنوں کے رونے کی آواز آنے لگی ر نے پنجرہ اوپر کیا اور پوچھا:

"تم کیوں رو رہی ہو"

دونوں قیدی بہنیں بلبلوں کی شکل میں تھیں۔ ان کے رونے کی از انسانوں جیسی ضرور تھی مگر وہ بول نہیں سکتی تھیں۔ اس لئے روتی رہیں۔ مگر انہوں نے عنبر کے سوال کا کوئی جواب نہ دیا۔ عنبر ی مکان سے باہر آ گیا۔ لڑکیوں کے رونے کی آواز پھر بند ہو گئی۔ بر خالی خالی بازاروں اور سنسان گلیوں میں پھرنے لگا۔ کہیں بھی کوئی سان یا جانور تک نظر نہیں آ رہا تھا۔ خدا جانے اس شہر پر کیا آفت ی تھی کہ سارے کی ساری آبادی غائب ہو گئی تھی۔

یہی کچھ سوچتا عنبر ایک گلی میں سے گزر رہا تھا۔ کہ اچانک ایک ورت اسے دیکھ کر ڈر گئی۔ اور تیزی سے ایک مکان میں گھس ی۔ عنبر نے اسے آواز دی مگر عورت نے کوئی جواب نہ دیا۔ نبر بھی اس کے پیچھے مکان میں گھس گیا۔ مکان خالی پڑا تھا۔ رف ایک کوٹھڑی کا دروازہ بند تھا۔ عنبر سمجھ گیا کہ عورت سی کوٹھڑی میں داخل ہوئی ہے۔ اس نے دروازے کو بستہ ہے کئی بار کھٹکھٹایا اور عورت کو آوازیں دیں مگر اندر ے کسی نے کوئی جواب نہ دیا۔ عنبر نے دروازے کو دھکا دیا دروازے کی کنڈی اندر سے ٹوٹ گئی۔ عنبر کمرے کے اندر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

داخل ہوا تو ایک چیخ کی آواز بلند ہوئی۔ اور عنبر نے دیکھا وہی عورت جو گلی میں اس سے ڈر کر بھاگی تھی۔ کمرے کے قالین پر ڈری ہوئی بیٹھی ہے۔ عنبر حیران تھا کہ وہ تو غائب ہے۔ پھر وہ اسے دیکھ کر کیوں بھاگی تھی؟ کیسے بھاگی تھی؟ کیا وہ اسے دیکھ سکتی ہے؟۔

عنبر نے پوچھا "کیا تم مجھے دیکھ رہی ہو؟"

لڑکی نے سہمی ہوئی آواز میں کہا:

"کیوں نہیں۔ تم تو مجھے صاف نظر آ رہے ہو"

اب عنبر کو یقین ہو گیا کہ وہ غائب نہیں رہا۔ وہ ظاہر ہو چکا ہے۔ اس نے آزمانے کے لئے اپنے آپ کو ہوا میں اچھالا کہ شائد وہ اڑے مگر وہ ایسا نہ کر سکا۔ عنبر کی ساری طاقتیں واپس آ چکی تھیں اور وہ ظاہر ہو چکا تھا۔

اب اس لڑکی سے عنبر نے پوچھا:

"تم کون ہو اور اس شہر کے لوگ کہاں چلے گئے ہیں؟ یہ شہر ویران کیسے ہو گیا ہے؟"

لڑکی بولی:

"میرا نام شازلی ہے۔ میں یہاں آج صبح ہی اپنے بھائی سے ملنے کے لئے آئی تھی۔ دیکھا کہ شہر خالی پڑا ہے اور سب لوگ غائب ہیں۔ میں پریشان ہو کر گلی میں پھر رہی تھی کہ تم نظر آئے۔ میں نے تمہیں

جادوگر سمجھا اور ڈر کر یہاں آ گئی۔"

عنبر اس کے پاس بیٹھ گیا اور کہنے لگا:

"شازلی بہن! میں بھی تمہاری طرح ایک مسافر ہی ہوں۔ مجھے خود معلوم نہیں کہ اس شہر پہ کیا آفت نازل ہوئی ہے۔"

شازلی نے سونے کے پنجرے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا:

"یہ بلبلیں تم کہاں سے لائے ہو۔؟"

عنبر اصل بات کو چھپا گیا اور بولا:

"مجھے بلبلیں پالنے کا شوق ہے۔ یہ میں نے پالی ہوئی ہیں۔ اور ان کو ساتھ لے کر شہروں کی سیر کرتا پھر رہا ہوں۔"

پھر عنبر نے کھڑکی سے باہر ویران گلی میں دیکھا اور پلٹ کر شازلی سے پوچھا:

"کیا تم پہلے بھی اس شہر میں آتی رہی ہو شازلی؟"

"ہاں!" شازلی نے کہا۔

عنبر بولا:

"میرا نام عنبر ہے۔ مجھے اپنا بھائی سمجھو اور یہ بھی بتاؤ کہ کیا کبھی اس شہر کی آبادی پہلے بھی گم ہوئی تھی۔

شازلی نے کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"میں مہینے میں ایک بار اپنے بھائی سے ملنے اس
گھر ضرور آتی ہوں۔ اس سے پہلے میں نے اس شہ
کی حالت ایسی کبھی نہیں دیکھی۔ جب بھی آئی اس شہ
کو آباد ہی پایا۔ آج نہ جانے اس شہر کو کیا ہو گیا
سمجھ میں کچھ نہیں آتا۔ کوئی انسان کیا جانور پرندہ تک
نظر نہیں آ رہا۔"

عنبر نے بلبلوں والے پنجرے کو ایک طرف میز پر
اتنے میں پنجرے میں قید دونوں بہنیں رونے لگیں۔ ش
چونک کر بلبلوں کی طرف دیکھا اور خوف زدہ ہو کر بو

"یہ --- یہ بلبلیں تو عورتوں کی طرح روتی ہیں۔
اف! یہ چڑیلیں ہیں۔ یہ چڑیلیں ہیں۔"

اور شازلی باہر کو بھاگی۔ عنبر نے آگے بڑھ کر اس
سے تھام لیا اور کہا:

"شازلی! گھبراؤ نہیں۔ میں تم سے اب یہ راز نہیں
چھپانا چاہتا۔ سنو! یہ دونوں بلبلیں اصل میں دو
بہنیں ہیں۔ جن کو ایک جادوگر نے بلبلیں بنا کر ا
پنجرے میں قید کر دیا ہوا ہے۔ میں کسی ایسے طلسم
تلاش میں ہوں۔ جس کی مدد سے ان بہنوں کو پھر
انسان بنا سکوں۔ کیا اس سلسلے میں تم میری کچھ
کر سکتی ہو؟"

شازلی پھٹی پھٹی آنکھوں سے پنجرے میں بند بلبلوں کو دیکھ
رہی تھی۔ جن کے رونے کی آواز سے دل پر دہشت طاری ہو رہی
تھی۔ بلبلوں نے اچانک رونا بند کر دیا۔

شازلی نے کہا:

"میں نے ایسا طلسم پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ سنا ضرور تھا کہ
جادوگر اپنے جادو سے انسان کو جانور یا پرندہ بنا دیتے
ہیں۔ مگر آج اپنی آنکھوں سے دیکھ رہی ہوں۔"

وہ عنبر کی طرف دیکھنے لگی اور بولی:

"بھائی عنبر! کیا ان دو بہنوں کی وجہ سے تو اس شہر پر
جادو کا اثر نہیں ہو گیا؟"

عنبر کہنے لگا:

"ان بہنوں کا اس شہر سے کوئی تعلق نہیں ہے۔
میں ان کے اس پنجرے کو یہاں سے کوسوں
دور ایک ویران کھنڈر سے نکال کر لایا ہوں۔"

شازلی نے کہا:

"میرے بھائی کا گھر خالی ہے آؤ وہاں چل کر بیٹھتے
ہیں اور سوچتے ہیں کہ ہمیں کیا کرنا چاہئے۔"

عنبر اور شازلی اسی گلی کے ایک دوسرے گھر میں آ گئے۔ شازلی
نے عنبر کو تخت پوش پر بٹھا دیا اور خود پانی لانے کے لئے ساتھ
والے دوسرے کمرے میں گئی تو اس کی چیخ بلند ہوئی۔ عنبر بھاگ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کمرے میں گیا دیکھا کہ شازلی پنڈلی کو پکڑے فرش پر بیٹھی ہوئی کراہ رہی ہے۔

کیا ہوا شازلی!؟ عنبر نے لپکتے ہوئے پوچھا؛

شازلی نے کمزور آواز میں کہا "سانپ نے ڈس لیا ہے۔ اف! میرا حلق خشک ہو رہا ہے۔"

عنبر نے شازلی کو وہیں لٹا دیا۔ اسے پانی پلایا۔ پھر کہا؛

"شازلی بہن! تم بالکل فکر نہ کرو۔ میں ابھی تمہیں اچھا کر دیتا ہوں۔ مجھے سانپ کا منتر آتا ہے۔ سانپ خود بخود آکر تمہارا زہر چوس لے گا۔"

اس کے ساتھ ہی عنبر نے سانپوں کی زبان میں اسی سانپ کو آواز دی جس نے شازلی کو ڈسا تھا۔ عنبر کی آواز پر سانپ فوراً حاضر ہو گیا اس سانپ کے حلق پر سبز رنگ کی دھاریاں تھیں۔ یہ بڑا زہریلا سانپ تھا۔ شازلی بے ہوش ہو گئی تھی۔

عنبر نے سانپ سے کہا؛

"میں ناگ دیوتا کا بھائی ہوں اور تمہیں ناگ دیوتا کے نام پر حکم دیتا ہوں کہ اس عورت کے جسم میں جو زہر تم نے ڈالا ہے اسے فوراً باہر نکال دو۔"

سانپ کو عنبر کے جسم سے برابر ناگ دیوتا کی خوشبو آ رہی تھی۔

اس نے کہا؛

"جو حکم عظیم ناگ دیوتا کے بھائی۔"

اور سانپ نے شازلی کی پنڈلی پر اسی جگہ اپنا منہ رکھ دیا جہاں اس نے ڈسا تھا۔ چند لمحوں میں سانپ نے شازلی کے جسم کا سارا زہر چوس لیا۔

عنبر نے سانپ سے کہا؛

"اب مجھے یہ بتاؤ کہ اس شہر کے لوگ کہاں غائب ہو گئے ہیں۔؟"

شازلی کے جسم سے زہر نکل گیا تھا۔ مگر ابھی اسے پوری طرح ہوش نہیں تھی۔

سانپ نے کہا؛

"ناگ دیوتا کے بھائی! اس شہر کا ہر آدمی اپنی اپنی جگہ موجود ہے مگر غائب ہے۔ کوئی اسے نہ تو دیکھ سکتا ہے نہ چھو سکتا ہے۔ دکانوں پر دکاندار۔ گھروں میں عورتیں بازاروں میں راہ چلتے لوگ۔ سب اپنی اپنی جگہ موجود ہیں مگر وہ غائب ہیں اور بے ہوش ہیں۔ نہ وہ اپنی جگہوں سے ہل سکتے ہیں اور نہ انہیں کوئی چھو سکتا ہے۔ اور نہ دیکھ سکتا ہے۔"

عنبر نے پوچھا؛

"یہ سب کیسے ہو گیا؟!"

سانپ نے کہا؛

"ناگ دیوتا کے بھائی! اس شہر میں آدمی رات کو ایک

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عجیب آواز بلند ہوتی ہے۔ سوائے سانپوں کے جو چرند پرند انسان اس آواز کو سنتا ہے۔ اپنی جگہ پر کھڑے کھڑے غائب ہو جاتا ہے۔ یہ آواز دس راتوں سے آرہی ہے۔"

عنبر نے سانپ سے پوچھا!

"مگر تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ اس شہر کے لوگ غائب ہو گئے ہیں۔ جبکہ ان کو تو کوئی بھی نہیں دیکھ سکتا۔"

سانپ بولا!

"ناگ دیوتا کے بھائی!

"میری نگاہ سانپ کی نگاہ ہے اور سانپ کی نگاہ انہیں دیکھ سکتی ہے۔ میں اس وقت بھی شہر کے بازاروں اور مکانوں میں لوگوں کو غیبی حالت میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ بے ہوش ہیں۔"

اتنے میں شازلی کو ہوش آگیا۔

اس نے عنبر سے کہا!

"بھائی! تم کس سے بات کر رہے ہو؟ تمہارے منہ سے ہلکی ہلکی سی سی کی آوازیں نکل رہی ہیں۔ اور یہ سانپ ـــــ" شازلی نے ڈر کر چیخ ماری۔

عنبر نے کہا!

"گھبراؤ نہیں شازلی۔ یہ وہی سانپ ہے جس نے تمہیں ڈسا تھا۔ میں نے اسے اپنے منتر سے یہاں بلایا ہے۔ اور اس نے تمہارے جسم کا سارا زہر چوس لیا ہے۔ اب تمہیں کچھ نہیں ہوگا۔"

شازلی کو تسلی ہو گئی۔ کہنے لگی!

"تو کیا تم اس سانپ سے باتیں کر رہے ہو۔"

عنبر نے کہا!

"ہاں! مجھے سانپوں سے باتیں کرنا آتا ہے۔ اس سانپ نے مجھے بتا دیا ہے کہ اس شہر میں آدھی رات کے وقت کوئی عجیب سی ڈراؤنی آواز آتی ہے۔ جس کو سن کر شہر کے لوگ اپنی اپنی جگہوں پر بے ہوش ہو گئے ہیں۔"

پھر عنبر نے شازلی کو ساری تفصیل بیان کر دی۔ یہ سن کر شازلی حیرت میں گم ہو گئی کہ شہر کے لوگ اپنی اپنی جگہ موجود ہیں مگر کسی کو نظر نہیں آرہے۔ وہ بولی!

"اس سانپ سے پوچھو کہ یہ لوگ دوبارہ کس طرح زندہ ہو سکتے ہیں۔"؟

عنبر کے پوچھنے پر سانپ نے کہا:

"یہ مجھے بھی معلوم نہیں ہے۔ میں آپ سے بھی یہی کہوں گا کہ آپ رات ہوتے سے پہلے پہلے یہاں سے نکل

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جائیں۔ ورنہ آدھی رات کے وقت ڈراؤنی آواز بلند ہوئی تو آپ بھی غائب ہو کر بے حس ہو جائیں گے اور پھر اس شہر سے کبھی باہر نہیں نکل سکیں گے۔"

عنبر نے کہا:

"تم جا سکتے ہو۔ تمہارا شکریہ۔ اگر تمہارے مشورے کی ضرورت ہوئی تو میں تمہیں بلا لوں گا۔"

سانپ چلا گیا۔

شازلی نے عنبر سے پوچھا: "سانپ نے کیا کہا تھا۔"

عنبر بولا:

"سانپ نے کہا ہے ہم کو بھی اپنی جان بچا کر یہاں سے بھاگ جانا چاہیے۔ ورنہ آدھی رات کو آواز بلند ہوتے ہی ہم بھی غائب ہو کر ختم ہو جائیں گے۔"

شازلی ڈر گئی۔ کہنے لگی:

"سانپ ٹھیک کہتا ہے ہمیں اس منحوس شہر سے بھاگ جانا چاہیے۔ مگر ــــ مگر میرے بھائی کا کیا بنے گا۔؟ میں اپنے بھائی کو زندہ سلامت دیکھنا چاہتی ہوں۔"

عنبر نے مسکرا کر کہا:

"تمہیں اپنے بھائی کی فکر ہے اور مجھے شہر کے

سارے بھائی بہنوں کی فکر ہے اور ان دو بہنوں کی بھی جو پنجرے میں قید ہیں۔ میرے ساتھ آؤ۔"

عنبر نے شازلی کو ساتھ لیا اور شہر سے باہر نکل کر پتھریلے میدان میں ایک طرف چلنے لگے۔

عنبر نے کہا:

"میں چاہتا ہوں کہ تم کو اور ان دو قیدی بہنوں کو کسی ایسے غار میں چھپا دوں جہاں تم اس ڈراؤنی آواز کو نہ سن سکو۔ اور میں خود شہر میں جا کر کھوج لگاؤں گا کہ یہ ڈراؤنی آواز کس کی ہے۔"

شازلی نے فکرمند ہو کر کہا:

"مگر بھائی! وہ آواز تم نے سن لی تو تم بھی غائب ہو جاؤ گے۔ نہیں نہیں تم اپنی جان خطرے میں نہ ڈالو۔"

عنبر بولا:

"خطرہ مول لئے بغیر کوئی کامیابی نہیں ملتی۔ مجھے جانا ہی ہو گا۔ ویسے تم میری فکر نہ کرو۔ مجھے خدا کے فضل سے کچھ نہیں ہو گا۔"

آخر انہیں میدان میں ایک ایسا غار مل گیا جس کے باہر ایک آبشار گر رہی تھی۔ آبشار کی آواز اتنی بلند تھی کہ شہر کی ڈراؤنی آواز یہاں کسی کو بھی سنائی نہیں دے سکتی تھی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر نے شازلی سے کہا:

"تم ان دونوں بلبلوں کی شکل میں قیدی بہنوں کے پنجرے کو لے کر اس غار میں بیٹھو۔ ہرگز ہرگز یہاں سے باہر مت نکلنا۔ میں شہر میں جاتا ہوں اور رات وہیں رہوں گا۔ کل آکر تمہیں بتاؤں گا کہ ڈراؤنی آواز کا راز کیا ہے۔"

عنبر نے شازلی کے پاس بلبلوں کا پنجرہ رکھ دیا۔ شازلی غار میں جاکر چھپ گئی اور عنبر شہر کی طرف چل پڑا۔ شہر میں آکر وہ شہر کی سنسان اور ویران گلیوں اور بازاروں میں پھرنے لگا۔ اس طرح پھرتے پھراتے اسے رات ہو گئی۔ شہر میں گھپ اندھیرا چھا گیا۔ کیونکہ وہاں لیمپ اور چراغ جلانے والا کوئی بھی نہیں تھا۔ عنبر خالی دوکانوں کے آگے سے گذر رہا تھا۔

عنبر کو معلوم تھا کہ آدھی رات کو وہ آواز بلند ہو گی۔ اسے دل میں ایک خطرہ بھی تھا کہ کہیں اس پر بھی آواز کا اثر نہ ہو جائے۔ مگر اسے یہ یقین بھی تھا کہ اس پر آواز کا اثر نہیں ہو گا۔

اندھیرا گہرا ہو گیا۔ رات بھی گہری ہو گئی۔ شہر پر موت ایسی خاموشی چھا گئی۔ عنبر ایک بازار کے چوک والے مکان کی کھڑکی میں چھپ کر بیٹھ گیا۔ یہاں سے اسے شہر کے سارے بازار اندھیرے میں بھی دھندلے دھندلے نظر آرہے تھے۔ پھر آدھی رات ہو گئی

اچانک ہوا چلنے لگی۔ ہوا تیز ہو گئی۔ مکانوں کے دروازے اور کھڑکیاں بجنے لگیں۔ یہ آندھی تھی۔ آندھی رُک گئی۔ اس کے ساتھ ہی عنبر نے دیکھا کہ دُور بازار کی نکر سے چار آدمی چلے آرہے ہیں انہوں نے ایک تابوت کاندھوں پر اٹھا رکھا ہے۔ تابوت پر ایک کفن پوش مردے کا ہڈیوں کا ڈھانچہ بیٹھا تھا۔ جس نے اپنی ہتھیلی پر ایک کھوپڑی رکھی ہوئی تھی اور وہ بلند آواز میں ایک چیخ مار کر بولا:

"مر جاؤ۔ مر جاؤ۔ میں آگیا ہوں۔ جو سامنے آیا میں اسے تابوت میں بند کر دُوں گا۔"

عنبر کے کانوں میں یہ آواز پڑی تو اسے دو تین بار جھٹکا لگا۔ مگر وہ غائب نہ ہوا۔ اس پر اس مردے کی آواز کا اثر نہیں ہوا تھا۔ وہ بڑا خوش ہوا۔ اب وہ غور سے تابوت پر بیٹھے ہوئے مردے کو تکنے لگا۔ تابوت شہر کے چوک میں آکر رُک گیا۔ جن آدمیوں نے تابوت اٹھایا ہوا تھا۔ وہ بھی سفید کفن پہنے ہوئے تھا۔ تابوت زمین پر رکھ دیا گیا۔ تابوت پر بیٹھے ہڈیوں کے ڈھانچے نے چاروں طرف دیکھا اور اس کی نگاہیں اچانک عنبر پر آکر رُک گئیں۔

اس نے کھڑکی میں چھپے ہوئے عنبر کو دیکھ لیا تھا۔ عنبر کو دیکھتے ہی مردے نے ایک بھیانک چیخ ماری اور اپنی ہتھیلی پر رکھی ہوئی کھوپڑی کو ہوا میں اچھال کر کہا:

"جا! اپنے شکار کو ہلاک کر۔ کھوپڑی ہوا میں اڑتی ہوئی سیدھی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر کے پاس آگئی۔ کھڑکی میں سے گذر کر کھوپڑی بڑے زور سے عنبر کے سر سے ٹکرائی۔ عنبر کو کچھ نہ ہوا۔ کھوپڑی لڑکھڑا کر نیچے گر پڑی۔ عنبر نے کھوپڑی کو اٹھا کر دبوچ لیا۔ اس کے اندر سے عورت کے کراہنے کی آواز آئی۔

عنبر نے کہا:

"بتا تو کون ہے۔ اور اس شہر کے لوگوں کو کیسے زندہ کیا جا سکتا ہے۔ جلدی بتا نہیں تو میں تجھے پاش پاش کر دوں گا۔"

کھوپڑی کے اندر سے عورت کی آواز آئی۔

"جادوگروں کے بادشاہ! میری جان بخش دے مگر میں جس مردے کے قبضے میں ہوں وہ تجھ سے بڑا جادوگر ہے۔"

عنبر نے کھوپڑی کو دبایا تو اس کے اندر سے عورت کی چیخ نکل گئی۔

"مجھے نہ مارنا! مجھے نہ مارنا! اگر تو وعدہ کرے کہ مجھے بھی اس طلسم سے آزاد کرائے گا تو میں تجھے مردے کی موت کا راز بتا سکتی ہوں۔ لیکن تو یہاں کہیں چھپ جا۔ میں مردے کو یہی کہوں گی کہ میں نے تمہیں ہلاک کر دیا ہے۔ پھر میں رات کے تیسرے پہر تیرے پاس آؤں گی۔"

عنبر نے کہا:

"میں وعدہ کرتا ہوں کہ اگر تو نے مجھے اس مردے کی موت کا راز بتا دیا تو میں تجھے بھی اس کھوپڑی سے آزاد کرا دوں گا۔"

اس کے ساتھ ہی عنبر کھڑکی سے نیچے ہو کر چھپ گیا۔

کھوپڑی نے کہا:

"اب میں جاتی ہوں۔ دو گھنٹے بعد آؤں گی۔ خبردار تم کوئی آواز مت نکالنا۔"

یہ کہہ کر کھوپڑی کھڑکی میں سے اڑ کر واپس تابوت پر بیٹھے مردے کے پاس آگئی اور بولی:

"دشمن کو مار دیا گیا ہے۔"

تابوت والے مردے نے خوش ہو کر کھوپڑی کو ہاتھ میں اٹھا لیا اور بولا:

"چلو مجھے میری قبر میں لے چلو۔ میرے محل میں لے چلو۔ آج کی سیر پوری ہو گئی ہے۔ شہر مر گیا ہے میں خوش ہوں۔"

تابوت کے مردے نے ایک بلند چیخ مار کر خوشی کا نعرہ لگایا۔ کفن پوشوں نے تابوت کو کاندھے پر اٹھا لیا اور یہ جلوس واپس روانہ ہو گیا۔ جب وہ نگاہوں سے اوجھل ہو گئے تو عنبر کھڑکی سے ذرا پیچھے ہٹ گیا۔ وہ بے چینی سے اب کھوپڑی کا انتظار کرنے لگا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

شہر پہ ایک بار پھر ڈرا دینے والا موت کا سناٹا طاری ہو گ
عنبر خالی مکان میں اکیلا کھڑکی کے پاس بیٹھا باہر دیکھ رہا
جب دو گھنٹے گذر گئے تو اسے فضا میں سیٹی کی آواز سنائی د
اس کے ساتھ ہی کھوپڑی کھڑکی میں سے گذر کر عنبر کے پاس
آ گئی۔

عنبر نے پوچھا:

"اب بتاؤ یہ کیا راز ہے۔ اور اس شہر کے لوگوں کو دوبارہ کیسے زندہ کیا جا سکتا ہے۔"

کھوپڑی کی عورت نے کہا:

"تابوت کا مُردہ ایک بہت بڑے جادوگر کی بدروح ہے۔ یہ بدروح دوبارہ اب کبھی انسانی جسم میں نہیں آ سکتی۔ مگر اس نے لوگوں سے اس کا یوں بدلہ لیا ہے کہ انہیں اپنی آواز سے غائب کر دیا ہے۔ سارے شہر کے لوگ غائب ہو گئے ہیں۔"

عنبر نے کہا:

"یہ تو میں بھی جانتا ہوں۔ تم مجھے یہ بتاؤ کہ شہر کے لوگوں کو پھر سے کیسے زندہ کیا جا سکتا ہے۔"

کھوپڑی نے کہا: "کیا تیرے اندر اتنی طاقت ہے کہ تو جادوگر مُردے کا مقابلہ کر سکے۔"

عنبر نے کہا: "تم مجھے بتاؤ کہ مجھے کیا کرنا ہوگا۔"

کھوپڑی نے کہا:

"تو پھر سنو! جادوگر مُردے کی بدروح یہاں سے دو کوس دور ایک پرانے محل کے کھنڈر کی قبر میں رہتی ہے۔ اس کے تابوت اٹھانے والے بھی مُردہ بدروحیں ہیں۔ وہ بھی اس کے ساتھ ہی اس قبر میں رہتی ہیں۔ اس قبر میں جادوگر مُردے کو صرف ایک ہی طریقے سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم کیا جا سکتا ہے کہ قبر کے اوپر جو ہزاروں من وزنی چھت ستونوں کے سہارے کھڑی ہے۔ وہ کسی طرح قبر کے اوپر گرا دی جائے۔ ایسا کرنے سے قبر بند ہو جائے گی اور جادوگر مُردے کی بدروح ہمیشہ کے لئے اس میں دب کر رہ جائے گی اور شہر پر اس کا طلسم ختم ہو جائے گا۔"

عنبر بولا:

"مجھے اس قبرستان میں لے چلو۔ میں یہ کام کر سکتا ہوں۔"

کھوپڑی نے کہا:

"ایک بار پھر سوچ لو۔ اگر تم ہزاروں من وزنی چٹان ایسی چھت کو قبر پر نہ گرا سکے تو جادوگر مُردہ تمہیں زندہ نہیں چھوڑے گا۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر کہنے لگا۔!

"تم مجھے قبر پر لے چلو۔"

کھوپڑی نے عنبر کو ساتھ لیا اور شہر سے نکل کر ویران علا میں آگئی۔ یہاں وہ ہوا میں عنبر کے ساتھ ساتھ چل رہی تھی۔ کوس دور عنبر کو اندھیرے میں ایک اونچی ستونوں والی چٹان ایسی چھت نظر آئی۔ اس چھت کو چار ستون سہارا دئے کھڑ تھے۔ اس کے نیچے ایک قبر بنی ہوئی تھی۔ کھوپڑی وہیں ر گئی۔ کہنے لگی!

"یہی وہ قبر ہے جس کے اندر جادوگر کی بدروح پڑی ہوئی ہے۔"

عنبر نے کھوپڑی کو ایک طرف کھڑے رہنے کو کہا اور خود ا چٹانی چھت کے ایک ستون کے پاس آگیا۔ اس نے ستو کو دونوں ہاتھوں سے پکڑا اور اسے ایک دم سے جھٹکا دی عنبر کی طاقت بے پناہ تھی۔ اس کا اندازہ کھوپڑی کو نہیں جھٹکے کے ساتھ ہی ستون اپنی جگہ سے ہل گئے اور چھت واقعی ایک چٹان کی طرح تھی۔ دھڑام سے قبر کے اوپر آ گری۔ چھت اس قدر وزنی تھی کہ قبر میں کئی فٹ اندر تک د گئی۔ قبر کے اندر سے بدروح مُردے کی آخری چیخ بلند ہو اور پھر چاروں طرف گہری خاموشی چھاگئی۔

عنبر نے پلٹ کر دیکھا۔ کھوپڑی کی جگہ ایک ایسی عورت کھڑ

تھی۔ جس کے سر پر کھوپڑی تھی باقی جسم بالکل ٹھیک تھا۔ اس نے پکار کر کہا!

"تم بہت بڑے جادوگر ہو۔ اب اپنا وعدہ پورا کرو اور مجھے پھر سے زندہ کر دو۔ میری کھوپڑی پر ہاتھ رکھ دو۔ میری کھوپڑی زندہ ہو جائے گی۔"

عنبر نے آگے بڑھ کر عورت کی کھوپڑی پر ہاتھ رکھ دیا۔ ہاتھ رکھنے کی دیر تھی کہ کھوپڑی عورت کا خوبصورت سر بن گیا۔ عورت نے عنبر کے آگے ہاتھ باندھ لئے اور بولی!

"تم عظیم جادوگر ہو۔ میں تمہارے نام کو سلام کرتی ہوں۔"

اتنا کہہ کر عورت بلند ہوئی اور فضا میں غائب ہوگئی۔ عنبر سمجھ گیا کہ یہ بھی کوئی آسیبی عورت ہی تھی۔

عنبر بدروح کی قبر کو ختم کرنے کے بعد شہر کی طرف چلا۔ دور سے اسے شہر کی روشنیاں نظر آئیں۔ شہر کے لوگ زندہ ہو کر ظاہر ہو گئے تھے اور ہر طرف رونق تھی۔ بازاروں میں لوگ ایکدم سے ظاہر ہو کر پھر سے چلنے پھرنے لگے تھے۔ دوکانوں پر بھی لوگ ظاہر ہو گئے تھے۔ مکانوں میں عورتوں اور بچوں نے خوش ہو کر رقص کرنا شروع کر دیا۔

عنبر نے شہر کو بالکل پھر سے زندہ اور خوش دیکھا تو اسے بے حد خوشی ہوئی۔ وہ شہر کو ہنستا ہوا چھوڑ کر سیدھا دریا کے کنارے والے غار میں پہنچا۔ وہاں شازلی اور دونوں قید ہنس بلبل کے روپ میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

موجود تھیں۔ شازلی نے جب سنا کہ شہر کے لوگ زندہ ہو گئے ہیں اور شہر والوں کی رونقیں واپس آگئی ہیں تو وہیں سے خوشی میں اپنے بھائی سے ملنے دوڑ پڑی۔ عنبر بھی اس کے پیچھے پیچھے شہر میں آگیا۔ وہ رات عنبر نے شازلی کے بھائی کے گھر پر بسر کی۔ حیرانی کی بات یہ تھی کہ شہر کے کسی آدمی کو یہ احساس تک نہ تھا کہ وہ کئی روز تک غائب رہے ہیں۔

دوسرے دن عنبر نے رخصت چاہی تو شازلی کے بھائی نے پنجرے میں قید بلبلوں کی طرف دیکھ کر کہا:

"بھائی! یہ بلبل تم ہمارے پاس کیوں نہیں فروخت کر دیتے؟ مجھے بلبل بہت پسند ہیں۔"

شازلی تو جانتی تھی کہ یہ بلبلیں نہیں ہیں بلکہ دو بہنیں ہیں۔ اس نے بھائی سے کہا:

"عنبر بھائی ان بلبلوں سے بہت پیار کرتے ہیں۔ وہ انہیں اپنے سے الگ نہیں کر سکتے۔"

بھائی نے کہا: "ٹھیک ہے۔"

عنبر نے شازلی سے اجازت لی اور اسی روز ان کے گھر سے نکل کر شہر میں آگیا۔ سونے کا پنجرہ اس کے ہاتھ میں تھا۔ یہاں سے اس نے ایک گھوڑا خریدا اور خدا کا نام لے کر شہر کے بڑے دروازے سے نکل کر ایک جانب روانہ ہو گیا سارا دن عنبر میدانوں میں سفر کرتا رہا۔ جب شام ہوئی تو وہ ایک صحرا میں پہنچ گیا۔

سانپوں والا گڑھا

صحرا میں کہیں کہیں پہاڑی ٹیلے بھی تھے۔

عنبر بلبلوں یعنی دو بہنوں والا سونے کا پنجرہ لئے گھوڑے سوار ان بنجر ٹیلوں کے درمیان سے گذر رہا تھا۔ کہ اچانک ایک لے کے پیچھے سے نکل کر ایک گھوڑ سوار اس کے سامنے آگیا۔ عنبر اپنا گھوڑا روک لیا۔

گھوڑ سوار نے سلام کیا اور کہا

"بھائی! میں راستہ بھول گیا ہوں۔ مجھے شہر منگور جانا ہے۔"

عنبر بولا:

"بھائی میں خود مسافر ہوں اور کسی قریبی شہر میں جانا چاہتا ہوں۔"

گھوڑ سوار نے کہا:

"اچھا ہوا تم مل گئے بھائی۔ اب میں اکیلا نہیں ہوں گا۔ شہر کا راستہ تلاش کر ہی لیں گے۔"

گھوڑ سوار نے اپنا نام رامکا بتایا اور کہا کہ وہ پاٹی پتر کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

شہر سے واپسی پر قافلے سے بچھڑ گیا تھا۔ عنبر کو اتنا پتہ چل
کہ وہ ملک ہندوستان میں ہی ہے اور ناگ ماریا کیٹی تھیو سا
اور جولی سانگ سے اس کی ملاقات کہیں نہ کہیں ضرور
جائے گی۔ کیونکہ وہ بھی ملک ہندوستان میں ہی سفر
رہے تھے۔ مگر ابھی تک عنبر کو ان میں سے کسی کی خو
نہیں آئی تھی۔ رامکا گھوڑا سوار عنبر کے ساتھ ساتھ چلنے
اس نے بلبل کے پنجرے کی طرف اشارہ کر کے کہا:

"تمہیں بلبل بہت پسند ہیں بھائی؟"

عنبر نے مسکرا کر کہا:

"ہاں یہ دونوں بلبلیں مجھے بہت پسند ہیں۔ یہ میں نے پال رکھی ہیں۔ میں بھی مسافر ہوں اور منگلور شہر کی طرف ہی جا رہا ہوں۔"

رامکا بولا:

"مگر بھائی! راستے میں ہمیں رات ہو جائے گی۔ بہتر ہو گا کہ ہم راہ میں کوئی اچھی سی جگہ دیکھ کر وہاں رات بسر کر لیں۔ کیونکہ میں نے سن رکھا ہے کہ اس ویرانے میں رات کو جن بھوت پھرتے رہتے ہیں اور اکیلے دوکیلے مسافر کو پکڑ لیتے ہیں۔"

عنبر کو جن بھوتوں کا کوئی ڈر نہیں تھا۔ ہنس کر بولا
"مگر یہاں تو رات بسر کرنے کی کوئی جگہ نظر نہیں آتی۔"

گھوڑ سوار رامکا کہنے لگا:

"ہو سکتا ہے راستے میں کوئی ایسی جگہ مل جائے۔"

صحرائی ٹیلوں میں سے گذرتے گذرتے جب اندھیرا گہرا ہو گیا تو گھوڑ سوار رامکا نے ایک طرف اشارہ کیا اور بولا:

"بھائی! وہ دیکھو۔ ادھر ایک ٹیلے کے نیچے روشنی ہو رہی ہے۔ میرا خیال ہے وہاں کوئی سرائے ہو گی چلو وہاں چل کر رات بسر کرتے ہیں۔"

جب وہ روشنی کے قریب پہنچے تو عنبر نے دیکھا کہ وہ ایک پرانا اونچا سا مکان تھا جس میں صرف ایک ہی دروازہ اور اوپر ایک روشن دان تھا۔

عنبر نے کہا: "یہ کیسی سرائے ہے بھائی؟"

رامکا گھوڑے سے اتر پڑا۔ بولا:

"جیسی بھی ہو بھائی۔ رات تو بسر کریں گے۔ صبح یہاں سے نکل چلیں گے۔ آؤ میرے ساتھ۔"

عنبر نے کہا: "مگر یہاں تو کوئی انسان دکھائی نہیں دیتا۔"

گھوڑ سوار بلند آواز میں پکارا: "کیوں بھائی کوئی ہے۔"

ایک ہٹا کٹا آدمی چراغ ہاتھ میں لئے دروازے سے نکلا اور بولا: "کیا بات ہے؟"

گھوڑ سوار نے کہا:

"بھائی! ہم مسافر ہیں۔ ہمیں رات بسر کرنے کو یہاں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھوڑی سی جگہ مل جائے گی؟"

چراغ والے آدمی نے کہا:

"میرے پیچھے پیچھے آجاؤ۔ گھوڑوں کو باہر باندھ دو۔"

عنبر اور رامکا نے گھوڑوں کو وہیں ایک پتھر کے ساتھ باندھا اور اجنبی آدمی کے پیچھے پیچھے مکان میں داخل ہو گئے۔ مکان کے اندر دیواروں کا رنگ بالکل سیاہ تھا اور چراغ کی روشنی بھی پھیکی پڑ رہی تھی۔ آدمی ان دونوں کو ایک تنگ و تاریک سی راہداری سے گذار کر ایک کمرے میں لے گیا۔ اس کمرے کی دیواروں کا رنگ بھی سیاہ تھا۔ یہاں دو پلنگ بچھے تھے اور ایک پانی کا مٹکا رکھا ہوا تھا۔

چراغ والے آدمی نے کہا:

"یہاں آرام کرو۔ صبح ہوتے ہی چلے جانا۔"

یہ کہہ کر اس نے چراغ وہیں طاق میں رکھ دیا۔ اور خود چلا گیا۔

عنبر نے کہا:

"عجیب سرائے ہے رامکا بھائی۔ نہ کوئی کھڑکی نہ چھت نہ کھانے پینے کا انتظام نہ کوئی دوسرا مسافر ہی یہاں دکھائی دیتا ہے۔"

رامکا پلنگ پر لیٹے ہوئے بولا: "بھائی اب تو آرام کرتے ہیں۔ صبح ہوگی تو دیکھا جائے گا۔"

عنبر کو آرام کی ضرورت نہیں تھی۔ پھر بھی وہ رات کے اندھیرے میں سفر نہیں کرنا چاہتا تھا۔ دن کی روشنی میں سفر کرنے میں آسانی ہوتی ہے۔ اس نے سونے کا پنجرہ ایک طرف رکھا اور دوسرے پلنگ پر لیٹ گیا۔ اتنے میں وہی اجنبی آدمی دروازہ کھول کر اندر آیا۔ اس کے ہاتھوں میں دو پیالے تھے۔ ایک پیالہ اس نے رامکا کو دیا اور دوسرا۔ پیالہ عنبر کی طرف بڑھا کر بولا: "یہ دودھ پی لو بھائی۔"

دودھ میں سے الائچی کی خوشبو اٹھ رہی تھی۔ رامکا نے تو غٹا غٹ دودھ پی لیا۔ عنبر نے بھی ایک گھونٹ پیا۔ دودھ واقعی میٹھا تھا اور خوشبودار تھا۔ وہ سارا دودھ پی گیا۔

رامکا نے کہا:

"اب سو جاتے ہیں بھائی۔ بہت تھکان ہو گئی ہے۔"

دودھ والا آدمی چلا گیا۔ رامکا پلنگ پر سیدھا لیٹ گیا۔ عنبر بھی لیٹ گیا۔

پندرہ بیس منٹ گذرے ہوں گے کہ دروازہ آہستہ سے کھلا۔ عنبر نے چراغ کی روشنی میں دیکھا کہ وہی اجنبی جو دودھ لایا تھا۔ دبے پاؤں اندر داخل ہو رہا ہے۔ عنبر نے اپنے آپ کو سویا ہوا ہی ظاہر کیا۔ وہ یہ پتہ کرنا چاہتا تھا کہ یہ آدمی کس لئے آیا ہے۔

وہ اجنبی آدمی جو نوکر لگتا تھا۔ رامکا کے پلنگ کے پاس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جاکر آہستہ سے بولا: "رامکا: جاگ رہے ہو۔"
رامکا نے کہا: "جاگ رہا ہوں۔
یہ دیکھو کہ مسافر بے ہوش ہوا ہے کہ نہیں؟"
اس آدمی نے کہا!
"کیسے جنبے ہوش نہیں ہوگا۔ اس کے دودھ میں میں نے اتنی دوائی ملادی تھی کہ ہاتھی بھی کھا لے تو فوراً بے ہوش ہو جائے۔
رامکا نے کہا: اٹھاؤ اس تازہ شکار کو۔"
تازہ شکار؟
عنبر چونکا:
"اب وہ یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ یہ لوگ کون ہیں اور بھولے بھالے مسافروں کو پھانس کر یہاں لاتے ہیں۔ تو ان کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں۔ انہوں نے عنبر کے پلنگ کے پاس آکر اسے ہلایا جلایا۔
عنبر نے اپنے آپ کو بے ہوش ہی ظاہر کیا۔ دونوں نے عنبر کو اٹھایا اور ڈولی ڈنڈا کرتے کمرے کے اندر ہی تاریک سیڑھیاں اتر کر ایک تہہ خانے میں آگئے۔ جہاں پہلے ہی سے طاق میں ایک چراغ جل رہا تھا۔ عنبر نے ذرا سی آنکھ کھول کر دیکھا کہ وہاں فرش پر چٹائی بچھی ہوئی ہے۔ عنبر کو وہاں چٹائی پر ڈال دیا گیا تھا۔

رامکا نے کہا:
"اس کو بارہ گھنٹے سے پہلے ہوش نہیں آئے گا۔
چلو! گورو کو چل کر خوش خبری سناتے ہیں شکار حاضر ہے۔ اب جلدی آکر اس پر اپنا تجربہ کریں۔
وہ تہہ خانے سے باہر نکلے ہی تھے کہ ایک بھاری بھرکم آواز آئی۔
"گورو خود تمہارے پاس اپنے تازہ شکار کا معائنہ کرنے آگیا ہے۔"
نیم روشن فضا میں عنبر نے آنکھوں کے کنارے سے دیکھا کہ ایک لمبے لمبے بکھرے ہوئے بالوں والا موٹا تازہ آدمی لمبے کرتے میں دروازے میں کھڑا ہے۔ اس کے ہاتھ میں ایک نیزہ تھا۔ دونوں آدمی اس کے آگے ادب سے جھک گئے
گورو نے پوچھا!
"اس کو بے ہوش کر دیا ہے؟"
"ہاں گورو"
عنبر حیران تھا کہ یہ کس قسم کے لوگ ہیں اور انسانوں کو پھانس کر یہ کس قسم کے تجربے کرتے ہیں۔!
عنبر اس معمے کو حل کرنا چاہتا تھا۔ تاکہ آگے کوئی بھی بے گناہ انسان ان کا شکار نہ بن سکے۔ گورو آگے بڑھ کر عنبر کے پاس آگیا۔ اس نے جھک کر عنبر کو دیکھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ہوں! بے ہوش ہے۔ چلو اُسے اٹھا کر سانپوں والے گڑھے کے پاس لے چلو۔"

انہوں نے ایک بار پھر عنبر کو اٹھایا اور تہہ خانے سے نکل کر تاریک راہداری میں آ گئے۔ وہاں ایک دوسری کوٹھڑی کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئے تو اندر سے سانپوں کی پھنکاریں سنائی دیں۔

گورو نے کہا:

"اس کو سانپوں کے گڑھے کے کنارے رکھ دو۔"

عنبر کو سانپوں کے گڑھے کے پاس ہی رکھ دیا گیا۔ عنبر آنکھیں بند کئے لیٹا تھا۔ مگر وہ ذرا سی آنکھ کھول کر گورو اور رامکا کو دیکھ لیتا تھا۔ گورو نے بین اٹھا کر بجانی شروع کر دی۔

بین کی آواز پر سانپوں کی پھنکاریں اور تیز ہو گئیں۔ تھوڑی دیر بین بجانے کے بعد گورو نے رامکا سے کہا:

"ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہمیں اس ویرانے میں ایک نوجوان شکار مل گیا ہے۔ اب ہم اس کو سانپوں کے گڑھے میں گرا دیں گے۔ یہ سارا دن سانپوں کے گڑھے میں پڑا رہے گا۔ سارے سانپ اس کو دن بھر کاٹتے رہیں گے۔ تمام سانپوں کا زہر اس کے جسم کے خون میں شامل ہو جائے گا۔ پھر جب ہم اسے باہر نکالیں گے تو اس کی لاش سیاہ ہو چکی ہوگی۔ یہ سارے

کا سارا زہر بن گیا ہوگا۔ اس کے بعد ہم اس کو کڑاہی میں ڈال کر آگ پر رکھ دیں گے۔ دو روز تک یہ آگ پر پکتا رہے گا۔ اس کا جسم چھوٹی سی ایک سیاہ ڈلی بن جائے گا۔ پھر ہم اس کالی ڈلی کو کڑاہی میں سے نکال لیں گے۔ اس کے بعد اس انسانی ڈلی میں ایسی تاثیر آ گئی ہوگی کہ ہم اس ڈلی کو جس چیز سے رگڑیں گے۔ وہ سونا بن جائے گی۔ اور ہم دولت میں مالا مال ہو جائیں گے۔ ہم اس ساری پہاڑی کو اس سارے مکان کو سونے کا مکان بنا دیں گے اور ہماری دولت کا مقابلہ دنیا کا کوئی بڑے سے بڑا بادشاہ بھی نہیں کر سکے گا۔"

اب عنبر سمجھ گیا کہ ان کا منصوبہ کیا ہے۔ وہ بھی خاموشی سے بے ہوش ہو کر پڑا رہا۔

رامکا نے کہا:

"گورو پھر دیر کس بات کی۔ ہمیں اس نوجوان کو ابھی سانپوں کے گڑھے میں گرا دینا چاہئے۔"

گورو نے کہا:

"ہاں میں نے بین بجا کر سانپوں کو ڈسنے کے لئے بالکل تیار کر دیا ہے۔ وہ سخت غصے کی حالت میں ہیں۔ اسے اٹھا کر گڑھے میں لڑھکا دو۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

برامکا اور دوسرے آدمی نے شیطانی گرو کے اشارے پر عنبر کو اٹھا کر سانپوں کے گڑھے میں پھینک دیا۔ گڑھے میں گرتے ہی پہلے تو عنبر کے ساتھ کتنے ہی سانپ لپٹ گئے۔ پھر جب انہیں عنبر کے جسم سے ناگ دیوتا کی ہلکی ہلکی خوشبو نکلتی محسوس ہوئی تو ایک دم سے پرے ہٹ گئے۔ گڑھے کے اوپر کھڑے گورو اور اس کے ساتھی نیچے گڑھے میں جھانک رہے تھے۔ عنبر ان پر یہ ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا کہ سانپوں نے اسے ڈسا نہیں عنبر نے فوراً سانپوں کی زبان میں آہستہ سے سانپوں سے کہا:

”مجھ سے چمٹ جاؤ اور یہ ظاہر کرو کہ تم مجھے ڈس رہے ہو۔“

ایک سانپ نے کہا:

”مگر تمہارے جسم سے ناگ دیوتا کی خوشبو آرہی ہے۔ ہم تمہیں کیسے ڈس سکتے ہیں۔“

عنبر نے کہا:

”تم ڈس بھی لوگے تو مجھے کچھ نہیں ہوگا۔ میں ناگ دیوتا کا بھائی عنبر ہوں۔ مگر اس وقت ضرورت اس بات کی ہے کہ تم ڈسنے کی اداکاری کرو۔“

سب سانپوں نے عنبر کے حکم پر عمل کرتے ہوئے اس کے منہ پر منہ مارنے شروع کر دئے۔ وہ اسے ڈس نہیں رہے تھے۔ بس منہ مار رہے تھے۔ اوپر گورو نے جب یہ منظر دیکھا

تو قہقہہ لگا کر بولا:

”بس اب شام کو آکر اس کی زہر بھری لاش کو گڑھے سے باہر نکال کر لے چلیں گے۔“

گورو اور اس کے ساتھی وہاں سے چلے گئے۔ جب تہہ خانے کے دروازے کے بند ہونے کی آواز آئی تو عنبر نے سانپ کی آواز میں کہا:

”تم کب سے یہاں پر ہو اور کیا تم نے پہلے بھی کسی کو یہاں اس طرح ڈسا ہے؟“

بڑے کالے سانپ نے جو سب سانپوں کا سردار تھا کہا:

”عظیم ناگ دیوتا کے بھائی! ہم کو یہ آدمی تین چار روز ہوئے جنگل اور صحرا سے پکڑ کر یہاں لائے ہیں۔ اس سے پہلے ہم نے یہاں کسی آدمی کو نہیں ڈسا۔ ہم تو خود باہر جانے کو بے تاب ہیں مگر ان لوگوں نے دیوار پر ایسے کیل لگا رکھے ہیں کہ ہم ان میں سے رینگ کر باہر نہیں نکل سکتے۔ مگر آپ یہاں کیوں آگئے؟ آپ تو ناگ دیوتا کے بھائی ہیں۔ آپ کے پاس تو بے پناہ طاقت ہے۔“

عنبر نے کہا:

”میں یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ یہ شیطانی لوگ کیا کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اب یہ آج شام کو میری

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لاش نکالنے یہاں آئیں گے۔"

بڑے سانپ نے کہا:

"عظیم ناگ دیوتا کے بھائی! اگر آپ ہمیں یہاں سے اس گڑھے سے باہر نکال دیں تو ہم ان بدمعاش لوگوں سے ایسا بدلہ لیں گے کہ مرنے کے بعد بھی ان کی بدروحیں ادھر آتے ہوئے بھی لرز اٹھیں گی۔"

عنبر بولا:

"ابھی نہیں، تھوڑا صبر کرو۔ یہ خود ہی مجھے اس گڑھے سے باہر نکال لیں گے۔ اتنی دیر میں ان سانپوں کو باہر نکال دیتا ہوں۔ مگر خبردار! ابھی کسی کو کچھ نہیں کہنا۔ جب میں باہر جاکر تم کو اشارہ کروں تو حملہ کر دینا۔ ابھی تم سب سانپ باہر نکل کر کوٹھڑی کے کونوں میں اور چھت کے ساتھ لگ کر چھپے رہنا۔"

اور عنبر نے اٹھ کر سانپوں کو پکڑ پکڑ کر گڑھے کے باہر اچھ شروع کر دیا۔ سارے سانپ گڑھے سے باہر نکل گئے تو عنبر کھڑے ہو کر بڑے سانپ سے کہا:

"تمام سانپوں کو لے کر کوٹھڑی میں کسی جگہ بکھر کر چھپ جاؤ۔ جب میں اشارہ کروں تو حملہ کر دینا۔ اس سے پہلے خاموش رہنا۔"

بڑے سانپ نے کہا:

"ایسا ہی کریں گے عظیم ناگ دیوتا کے بھائی۔"

بڑے سانپ نے گڑھے سے باہر آکر تمام سانپوں کو حکم یا کہ وہ کوٹھڑی میں اندھیرے کونوں اور چھت کے شہتیروں چھپ جائیں۔ سارے سانپ تیزی سے ادھر ادھر بھاگے ر کوٹھڑی میں چھپ گئے۔ لگتا تھا کہ وہاں کبھی کوئی سانپ یں آیا۔ عنبر گڑھے میں ہی تھا۔ اس کو اچانک دو قیدی وں کا خیال آگیا۔ اس نے بڑے سانپ کو اس کی زبان ں آواز دے کر کہا:

"اس مکان کے پہلے کمرے میں ایک پنجرہ رکھا ہے اس پنجرے میں دو بلبلیں بند ہیں۔ تم کسی سانپ کو حکم دو کہ وہ وہاں جاکر ان بلبلوں کی حفاظت کرے۔"

بڑے سانپ نے اسی وقت ایک نیلے سانپ کو حکم دے ر کہا:

"پہلے کمرے میں جاؤ۔ وہاں بلبل کا پنجرہ رکھا ہوگا اس کی حفاظت کرو۔ خبردار! اپنی جان قربان کر دینا مگر پنجرے کو کوئی ہاتھ نہ لگائے۔"

نیلا سانپ اسی وقت رینگتا ہوا پراسرار مکان کے پہلے کمرے ں آگیا۔ اس نے دیکھا کہ کوٹھڑی کے کونے میں ایک پنجرے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں بلبلیں بند پڑی تھیں۔ سانپ کو دیکھ کر دونوں بلبلیں ڈ
پھڑ پھڑائیں۔ نیلا سانپ جلدی سے ایک طرف چھپ
مگر وہ پنجرے پر برابر نظر رکھے ہوئے تھا۔ دوسری طر
عنبر گڑھے میں خاموش لیٹ گیا۔ جب شام کے اندھیر
باہر ٹیلوں پر چھانے لگے تو گورو اپنے دونوں ساتھیوں
ساتھ لے کر کوٹھڑی میں داخل ہوا۔ اس نے جھانک
گڑھے میں دیکھا تو یہ دیکھ کر اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی ر
کہ گڑھے میں عنبر کی لاش تو پڑی تھی مگر سانپ ایک بھی
تھا۔ گورو نے چیخ مار کر کہا!

"رامکا! سانپ کہاں چلے گئے؟"

اب رامکا نے بھی جھانک کر دیکھا۔ بولا!

"گورو! لاش تو پڑی ہے۔ ہو سکتا ہے سامنے کے سارے سانپ اس لاش کے پیٹ میں گھس گئے ہوں اس کی کھوپڑی میں چلے گئے ہوں۔ کیونکہ سانپ کبھی کبھی انسان کو مار کر اس کی کھوپڑی میں بھی گھس جایا کرتا ہے۔"

گورو حیرانی سے نیچے دیکھ رہا تھا۔ بولا!

"ایسا کبھی نہیں ہوتے دیکھا۔ بہرحال اب لاش کو باہر نکالو۔"

وہ اپنے ساتھ بانس اور رسّے بھی لائے تھے۔ انہوں

بانس اور رسے ڈال کر عنبر کی لاش کو گڑھے سے باہر نکال لیا۔ اب روشنی میں گورو نے عنبر کی لاش کو دیکھا۔ لاش کو دیکھ کر غضبناک ہو کر بولا!

"اس کی لاش تو بالکل ٹھیک ہے۔ اس پر سانپ کے زہر کا کوئی اثر نہیں۔ یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں؟"

رامکا نے نیزہ اٹھا لیا اور بولا!

"گورو اس لاش کے پیٹ میں ضرور سانپ ہیں۔ میں ابھی اس کا پیٹ پھاڑ کر اس میں سے سانپوں کو باہر نکالتا ہوں۔"

اور رامکا نے عنبر کے پیٹ میں زور سے نیزہ مارا۔ نیزہ عنبر کے پیٹ میں جانے کی بجائے اوپر ہی سے پھسل گیا۔ رامکا نے دوسری بار نیزہ مارا۔ اس بار نیزہ ٹوٹ گیا۔

گورو نے غصّے میں کہا!

"خنجر مجھے دو۔ میں اس کا پیٹ پھاڑتا ہوں۔"

رامکا نے گورو کو تیز خنجر دیا۔ گورو نے عنبر کے پیٹ پر زور سے خنجر مارا۔ خنجر عنبر کے پیٹ سے لگتے ہی ٹوٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا۔

اب گورو پر خوف چھا گیا۔

وہ بوکھلاہٹ میں بولا!

"یہ ___ یہ لاش پتھر ہو گئی ہے یا یہ کوئی طلسم ہے؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر نے آنکھیں کھول دیں اور کہا:

"لاش پتھر ہو گئی ہے گورو۔"

گورو نے لاش کو بولتے دیکھا تو اچھل پڑا۔ رامکا اور اس کا دوسرا ساتھی بھی گھبرا کر پیچھے ہٹ گیا۔ عنبر اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اس نے گورو سے کہا:

"گورو! یہ خوش قسمتی کی بات ہے کہ تمہارا پہلا شکار میں تھا۔ اگر میری جگہ کوئی دوسرا ہوتا تو تم اسے ہلاک کر چکے ہوتے۔"

رامکا اور دوسرا آدمی خوف سے کانپ رہے تھے۔

گورو نے کہا: "تم کوئی جادوگر ہو گیا؟"

عنبر اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے کہا:

"نہیں میں جادوگر نہیں ہوں۔ میں جادوگروں کا باپ ہوں۔ مگر اب تم اپنے انجام سے نہیں بچ سکو گے۔"

گورو، رامکا اور اس کا تیسرا ساتھی باہر کو بھاگے۔ اس عنبر نے سانپوں کو آواز دی۔

"یہ قاتل لوگ ہیں۔ انہیں دبوچ لو۔"

سارے کے سارے سانپ کونوں سے نکل کر، چھت چھلانگیں لگا کر دوڑے اور انہوں نے تینوں آدمیوں کو کنڈلیوں میں جکڑ لیا۔

عنبر نے کہا:

"تمہیں مجھ پر رحم نہیں آیا تھا۔ اب میں تم پر بھی رحم نہیں کھاؤں گا۔ کیونکہ اگر میں نے تمہیں زندہ چھوڑ دیا تو تم یہاں سے بھاگ کر کسی دوسری جگہ جا کر ایسا ہی گڑھا بناؤ گے۔ اس میں تم سانپ پکڑ کر ڈالو گے اور کسی غریب بے گناہ انسان کو اس میں ڈال کر اس کی زہریلی ڈلی بنا لو گے۔"

اس کے ساتھ ہی عنبر نے سانپوں کو اشارہ کیا۔ سارے کے سارے سانپوں نے ان تینوں شیطان صفت انسانوں کو ڈسنا شروع کر دیا۔ دیکھتے دیکھتے ان کی لاشیں سیاہ ہو گئیں۔ عنبر نے سانپوں کو الگ ہو جانے کا حکم دیا اور تینوں کی لاشیں اٹھا کر ان کو گڑھے میں پھینک دیا۔ پھر وہ تمام سانپوں کو لے کر اس کوٹھڑی میں آ گیا جہاں قیدی بہنوں کا پنجرہ پڑا ہوا تھا۔ اور ایک سانپ پہرہ دے رہا تھا۔

عنبر نے بڑے سانپ سے کہا:

"یہ تم دو بلبلیں پنجرے میں دیکھ رہے ہو۔ یہ اصل میں دو انسان ہیں۔ یہ دو بہنیں ہیں۔ میں انہیں پھر سے انسانی شکل میں لانا چاہتا ہوں۔ کیا تم اس سلسلے میں میری کچھ مدد کر سکتے ہو؟"

بڑے سانپ نے غور سے بلبلوں کو دیکھا۔ اور کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"عظیم ناگ دیوتا کے بھائی!
میں نے بزرگوں سے سن رکھا ہے کہ یہاں سے جنوب میں ایک پہاڑ ہے جس کا رنگ سرخ ہے۔ اس سرخ پہاڑ کے اندر پتھروں کے درمیان ایک سنہری پھول کھلا ہوا ہے۔ آدھی رات کو اس پھول میں سے ایک خوشبو نکلتی ہے۔ جس پر کوئی طلسم کیا گیا ہو اگر وہ اس پھول کی خوشبو سونگھ لے تو طلسم جاتا رہتا ہے۔ آپ کوشش کر کے دیکھ لیں۔ ہو سکتا ہے ان قیدی بہنوں پر کیا گیا طلسم بھی اس سنہری پھول کی خوشبو سے ٹوٹ جائے۔"

عنبر نے پنجرہ اٹھایا۔ سانپوں کا شکریہ ادا کیا اور گھوڑ
پر سوار ہو کر جنوب کی طرف سرخ پہاڑ کی تلاش میں ر
ہو گیا۔ وہ ایک دن ایک رات تک میدانوں صحراؤں اور
میں سفر کرتا رہا۔ آخر ایک روز جب سورج ڈوب رہا تھا
سے سرخ پہاڑ کی جھلک نظر آئی۔
سرخ پہاڑ تھا۔ جس کی عنبر کو تلاش تھی۔ سرخ پہاڑ کے پاس
کر عنبر نے گھوڑے کو باہر باندھا اور غار میں داخل ہو گیا۔
غار میں کسی قسم کی کوئی خوشبو نہیں تھی۔ غار کے اندر عنبر
وہ سنہری پھول تلاش کر لیا جس کی پنکھڑیاں سمٹی ہوئی
یہ سنہری پھول بند تھا۔ عنبر نے بلبلوں کے پنجرے کو بند پھول

پاس ہی رکھ دیا اور آدھی رات ہونے کا انتظار کرنے لگا۔ کیونکہ آدھی رات کو اس پھول کو کھلنا تھا۔ رات گہری ہوتی گئی۔ اور پھر جب آدھی رات گذر گئی تو عنبر نے غور سے دیکھا کہ سنہری پھول کی پنکھڑیاں آہستہ آہستہ کھلنے لگی تھیں۔ جب پھول پوری طرح سے کھل گیا تو اس میں سے بڑی تیز خوشبو نکلنا شروع ہو گئی۔ اس پھول کی خوشبو کسی خاص عطر سے ملتی جلتی تھی۔ پنجرے میں بند بلبلوں تک یہ خوشبو پہنچی تو وہ بے چینی سے اِدھر اُدھر چہکنے لگیں۔ عنبر کی نگاہیں بلبلوں پر جمی ہوئی تھیں۔ اچانک پنجرے کی کھڑکی کھل گئی اور دونوں بلبلیں پنجرے سے باہر آگئیں۔

تھوڑی دیر بعد ان کے جسم میں تبدیلی آنے لگی اور پھر عنبر کی آنکھوں کے سامنے دونوں بلبلیں لڑکیاں بن گئیں ان لڑکیوں کے بال سنہرے تھے اور آنکھیں نیلی تھیں۔ دونوں بہت خوبصورت تھیں اور ان کے چہرے بے حد معصوم اور پاکیزہ تھے۔ انسانی شکل میں آتے ہی دونوں بہنوں نے عنبر کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ اگر وہ ان کی مدد نہ کرتا تو وہ دوبارہ کبھی انسانی شکل اختیار نہیں کر سکتی تھیں۔

عنبر نے کہا!
"تم خدا کی مرضی سے پھر انسانی شکل میں آئی ہو۔ مجھے خوشی ہوئی ہے۔ اب یہ بتاؤ کہ تمہارا گھر کہاں ہے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تاکہ میں تمہیں تمہارے گھر تمہارے ماں باپ کے پاس پہنچا دوں۔"

ایک بہن نے کہا:

"بھائی عنبر!

ہمارا گھر ملک ہندوستان کے ایک شہر ایلورا میں ہے۔ ہمارا باپ ایلورا شہر کے راجہ کا سپہ سالار ہے۔ ہم دونوں بہنیں ایک روز مندر میں گئیں تو وہاں ایک جادوگر نے ہم پر جادو کر کے ہمیں بلبلیں بنا دیا اور اپنے ساتھ لے گیا۔"

دوسری بہن بولی:

"ہمارے ماں باپ ہمیں دیکھ کر کتنے خوش ہوں گے۔ بھائی عنبر! ہمیں جتنی جلدی ہو سکے ہمارے ماں باپ کے پاس پہنچا دے۔

یہ دونوں بہنیں عنبر کا نام تو جانتی تھیں لیکن عنبر کی طاقت سے بے خبر تھیں۔ انہیں یہ معلوم نہیں تھا کہ عنبر میں کس قدر طاقت ہے۔

عنبر نے کہا:

"میں ابھی تمہیں لے کر تمہارے ماں باپ کے گھر کی طرف روانہ ہو جاتا ہوں۔"

گھوڑا ایک تھا۔ عنبر نے دونوں بہنوں کو گھوڑے پر بٹھا

دیا اور خود پیدل ہی اس کے ساتھ چل پڑا۔ دوپہر تک وہ جنگل میں سفر کرتے رہے۔ دوپہر کو انہوں نے ایک جگہ آرام کیا۔ جنگلی پھل کھائے۔ اس کے بعد پھر اپنے سفر پر روانہ ہو گئے۔ دوسرے روز انہوں نے ایک دریا عبور کیا۔ تیسرے دن وہ دونوں بہنوں کے شہر ایلورا پہنچ گئے۔ لڑکیاں عنبر کو اپنے گھر لے گئیں۔ لڑکیوں کے ماں باپ نے اپنی بچیوں کو دیکھا تو خوشی سے ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

انہوں نے عنبر کی بہت آؤ بھگت کی۔ لڑکیوں کا باپ سپہ سالار تھا۔ وہ ایک شاندار حویلی میں رہتے تھے جہاں آرام کی ہر شے موجود تھی۔ عنبر نے وہاں دو روز آرام کیا۔ اس شہر میں آتے ہی عنبر نے محسوس کر لیا تھا کہ وہاں اس کے ساتھیوں ناگ، ماریا، کیٹی، تھیوسانگ اور جولی سانگ کی خوشبو نہیں ہے۔ اب وہ آگے کسی دوسرے شہر میں جا کر اپنے دوستوں کا کھوج لگانا چاہتا تھا۔ عنبر تیسرے روز سپہ سالار کی حویلی سے رخصت ہونے کی تیاریاں کر رہا تھا کہ اس نے سپہ سالار کو اپنی بیوی سے باتیں کرتے سنا۔ سپہ سالار بہت پریشان تھا۔ اس کی بیوی یعنی دونوں بہنوں کی ماں کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ عنبر بڑا حیران ہوا کہ ان پر کون سی مصیبت ٹوٹ پڑی ہے کہ یہ اس قدر غمگین ہیں۔ اس وقت سپہ سالار کی دونوں بیٹیاں وہاں موجود نہیں تھیں۔ عنبر نے کھڑکی کے ساتھ کان

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لگا کر سنا۔

سپہ سالار کہہ رہا تھا:

"تم میری بچیوں کو بھی بتانا کہ میں راجہ کے حکم سے کسی دوسرے شہر جنگ لڑنے کے لئے چلا گیا ہوں پھر کچھ عرصے کے بعد انہیں بتا دینا کہ میں جنگ میں لڑتے لڑتے مارا گیا تھا۔"

بیوی نے آنسو پونچھتے ہوئے کہا:

"لیکن مجھے صبر کیسے آئے گا؟ میں تمہارے بغیر کیسے زندہ رہوں گی؟"

سپہ سالار نے کہا:

"چمپاوُنی: یہ راجہ کا حکم ہے کہ شہر سے دور جو پرانا قلعہ ہے۔ مجھے وہاں لے جا کر لکڑی کے تابوت میں زندہ بند کر دیا جائے۔ ساری رات تابوت قلعے کے تہ خانے میں رکھا جائے۔ پھر اسے اٹھا کر دریا میں پھینک دیا جائے۔" چمپاوُنی رونے لگی:

سپہ سالار نے اسے حوصلہ دیتے ہوئے کہا:

"میری قسمت میں ایسے ہی مرنا لکھا ہے۔ اگر تم نے حوصلہ ہار دیا تو میں بہادری سے نہ مر سکوں گا۔ اور پھر میری بچیوں کی دیکھ بھال کون کرے گا۔ تمہیں حوصلے سے کام لینا ہے چمپاوُنی۔"

○

عنبر کا کارنامہ

سپہ سالار کی بیوی چمپاوُنی نے آنسو پونچھتے ہوئے کہا:

"لیکن راجہ کو ہم پر ترس نہیں آیا۔ وہ تمہیں معاف بھی کر سکتا تھا۔ آخر تم اس کی فوج کے بڑے سپہ سالار ہو۔"

سپہ سالار بولا:

"اسی لئے تو وہ مجھے معاف نہیں کر سکتا۔ اسے ڈر ہے کہ اگر میں زندہ رہا تو فوج کو اپنے ساتھ ملا کر اس کے تخت پر قبضہ کر لوں گا۔"

چمپاوُنی نے کہا:

"تم اب بھی فوج سے مدد لے سکتے ہو۔ سپاہی تمہارے وفادار ہیں۔ وہ تمہیں یوں مرتے کبھی نہیں دیکھ سکیں گے۔"

سپہ سالار نے کہا:

"مجھے فوج سے دور کر دیا گیا ہے۔ فوج میں کسی سپاہی کو معلوم نہیں کہ راجہ نے مجھے ہلاک کر دینے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کا حکم دے دیا ہے۔ میری بھی زبردست نگرانی ہو
رہی ہے۔ اس وقت بھی راجہ کی خاص فوج کا ایک
دستہ ہمارے گھر سے دور موجود ہے۔ میں خاص
اجازت لے کر تمہیں ملنے آیا ہوں۔ میرے پاس وقت
نہیں ہے۔ تم ایسا کرنا کہ میرے جانے کے بعد
دونوں بچیوں کو لے کر دریا پار اپنے آبائی گاؤں
میں چلی جانا۔ میری بچیوں کو میری موت کے بارے
میں ابھی کچھ نہ بتانا۔ جیسا میں نے کہا ہے ویسے
ہی کرنا۔ جب میں کافی دن گذرنے پر بھی گھر نہ آیا
تو بچیوں کو کہہ دینا کہ میں لڑائی میں لڑتا ہوا مارا
گیا ہوں۔ اب میں جاتا ہوں۔ کیونکہ پہلے ہی کافی
دیر ہو گئی ہے۔ راجہ کی خاص فوج کے سپاہی
میرا انتظار کر رہے ہیں۔"

سپہ سالار کی بیوی پر غم کا پہاڑ ٹوٹ چکا تھا۔ وہ بڑی
مشکل سے اپنے آنسو تھامنے کی کوشش کر رہی تھی۔ اتنے
میں باہر ایک سپاہی گھوڑے پر آیا اور بولا:

"سپہ سالار اعظم!
آپ کو راجہ نے طلب کیا ہے۔"

سپہ سالار جلدی سے کمرے سے نکل گیا۔ عنبر بھی پیچھے
ہٹ گیا۔ سپہ سالار کی بیوی نے اپنے خاوند کو سپاہیوں کے
ساتھ جاتے دیکھا تو اس کی چیخ نکل گئی۔

عنبر جلدی سے اس کے پاس گیا اور بولا:

"کیا بات ہے بہن خیریت تو ہے۔ آپ بہت زیادہ
پریشان ہیں۔"

سپہ سالار نے اپنی بیوی کو تاکید کر دی تھی کہ اس کی
موت کے بارے میں کسی کو کچھ نہ بتائے۔ راجہ اس کی
موت کو رازداری میں رکھنا چاہتا تھا۔ سپہ سالار کو ڈر تھا
کہ اگر اس نے اپنی موت کے بارے میں کسی کو بتا دیا اور یہ
راز کھل گیا تو ممکن ہے راجہ بعد میں اس کی بچیوں اور بیوی
کو بھی مروا ڈالے۔

سپہ سالار کی بیوی نے کہا:

"کچھ نہیں بھائی! میں گر پڑی تھی اس لئے
چیخ نکل گئی ہے۔"

عنبر سب کچھ جانتا تھا۔ سب کچھ سمجھتا تھا۔ اس نے ساری
بات سن لی تھی۔ اس لئے خاموشی سے کمرے سے باہر چلا گیا۔ اتنے
میں دونوں بہنیں بھی بازار سے کچھ چیزیں خرید کر آ گئیں۔ آتے
ہی ایک بہن نے ماں سے پوچھا کہ ابا جان کہاں ہیں؟

ماں نے کہا:

"وہ۔۔۔ وہ محل میں گئے ہیں۔ راجہ نے بلایا ہے
شاید راجہ اسے کچھ دنوں کے لئے کسی دوسرے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ملک بھیج رہا ہے۔ اس لئے بہتر ہے کہ ہم کچھ دنوں کے لئے دریا پار والے اپنے پرانے مکان میں چلی جائیں۔"

دونوں بہنیں بڑی حیران ہوئیں۔ کیونکہ اس سے پہلے ان کے ماں باپ نے کبھی اس پرانے مکان کا ذکر تک نہیں کیا تھا۔

ایک بہن نے کہا:

"مگر امی جان وہ مکان تو بڑی خراب حالت میں ہوگا۔ ہم کیسے وہاں جاکر رہیں گے۔ اس حویلی میں رہنے میں کیا حرج ہے"؟

ماں نے انہیں ڈانٹ دیا:

"تمہیں جب کہہ دیا کہ ہم اپنے آبائی مکان میں چل کر رہیں گے۔ لیکن تم اس پر اعتراض کیوں کرتی ہو"

دونوں بہنوں نے ماں کا ہاتھ تھام لیا اور بڑی بہن نے کہا:

"امی جان! آپ کا حکم سر آنکھوں پر۔ ہم وہی کریں گی جو آپ حکم دیں گی"

عنبر یہ ساری گفتگو سن رہا تھا۔ اس نے سپہ سالار کے خاندان کو تباہی سے بچانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ سپہ سالار کا

کوئی جرم نہیں تھا۔ بلکہ راجہ محض اپنے شک کی وجہ سے سپہ سالار کو دشمن سمجھ کر اپنے راستے سے ہٹا رہا تھا۔

عنبر نے صورت حال پر خوب اچھی طرح سے غور و فکر کیا اور پوری سکیم بنا لی کہ اسے کیا کرنا ہوگا۔ اور سپہ سالار کے خاندان کو تباہی سے کیسے بچانا ہوگا۔"

جب اس نے سپہ سالار کی بیوی کو سامان باندھتے دیکھا تو پوچھا کہ وہ کہاں جا رہے ہیں۔ سپہ سالار کی بیوی نے کہا: کہ اس کا خاوند راجہ کے حکم سے کسی دوسرے ملک جنگ پر گیا ہے۔ اس لئے وہ اپنی بچیوں کو ساتھ لے کر دریا پار اپنے آبائی گاؤں جا رہی ہے۔

عنبر نے کہا:

"میرے لائق کوئی خدمت ہو تو بتائیے"

سپہ سالار کی بیوی نے کہا:

"تم نے میری بچیوں کی زندگی بچائی ہے۔ تمہارا پہلے ہی مجھ پر بہت بڑا احسان ہے تمہارا شکریہ میں بچیوں کو لے کر اپنے دریا پار والے مکان پر چلی جاؤں گی۔ کچھ روز بعد جب ان کے والد آجائیں گے تو پھر اس حویلی میں آجائیں گے"

عنبر کو معلوم تھا کہ اصل بات کیا ہے۔ مگر اس نے اسے ظاہر نہ کیا اور بولا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"اچھا تو مجھے اجازت دیجئے۔ مجھے آگے اپنے بھائیوں کی تلاش میں جانا ہے۔"

دونوں بہنیں کچھ اداس اداس ایک طرف پلنگ پر بیٹھی ہوئی تھیں۔ عنبر نے ان کے سر پر باری باری ہاتھ رکھا اور کہا:

"خدا نے چاہا تو تمہاری پریشانیاں جلدی ہی دور ہو جائیں گی۔"

یہ کہہ کر عنبر باہر چلا گیا۔ گھوڑے پر سوار ہوا اور گھوڑا دوڑاتا سیدھا شہر سے باہر پرانے قلعے کی طرف رُخ کر لیا اس نے یہ قلعہ پہلے نہیں دیکھا ہوا تھا۔ مگر وہ پوچھتے پوچھتے وہاں پہنچ گیا۔ دیکھا کہ وہاں ایک اونچی اونچی دیواروں والا پتھروں کا بنا ہوا پرانا قلعہ پہاڑوں کے اوپر موجود ہے اس کی ایک جانب دریا بہہ رہا تھا۔ باقی دونوں جانب پانی سے بھری ہوئی کھائی تھی۔ تاکہ دشمن آسانی سے قلعے میں داخل نہ ہو سکے۔ قلعے کے پھاٹک تک ایک پتلی سڑک پہاڑی کے اوپر جاتی تھی۔ قلعے کے پھاٹک پر پہرے دار کھڑے تھے۔ عنبر گھوڑے کو قلعے کے پیچھے کی جانب دریا کے کنارے لے آیا۔

گھوڑے کو اس نے ایک درخت کے ساتھ باندھا اور خود زمین پر بیٹھ کر علاقے کے سانپ کو آواز دی۔ تھوڑی

بعد ایک سرمئی رنگ کا سانپ وہاں آ گیا۔

عنبر نے کہا:

"میں ناگ دیوتا کا بھائی ہوں۔"

سانپ نے بھی اپنی زبان میں کہا:

"اس کا ثبوت یہ ہے کہ تمہارے جسم سے عظیم ناگ دیوتا کی دھیمی دھیمی خوشبو آ رہی ہے۔ بتاؤ میں تمہاری کیا خدمت کر سکتا ہوں۔"

عنبر نے کہا:

"میں چاہتا ہوں کہ تم اس پرانے قلعے میں جا کر لوگوں میں افراتفری مچا دو۔ تم کسی کو ڈسنا مت لیکن وہاں اپنی پھنکاروں سے خوف پھیلا دینا۔ اور تم وہیں کسی کوٹھڑی میں چھپ کر بیٹھ جانا پھر جب میں آؤں تو میرے بلانے پر میرے پاس آ جانا۔ بس تمہیں اب صرف اتنا کام ہی کرنا ہے۔"

سانپ نے کہا: "میں حاضر ہوں۔ کیا اے عظیم ناگ دیوتا کے بھائی! میں ابھی قلعے میں جاؤں؟"

عنبر بولا: "نہیں! جب شام ہو جائے تو پھر تم جانا۔ میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اسی جگہ بیٹھا ہوں۔ سورج غروب ہونے کے بعد تم قلعے میں داخل ہو کر اپنی پھنکاروں سے دہشت پھیلا دینا۔ مگر کسی کے ہاتھ مت آنا۔ کسی کو کاٹنا بھی نہیں۔ میں بغیر کسی وجہ کے کسی کو موت کے گھاٹ نہیں اتارنا چاہتا۔"

سانپ بولا:

"آپ کا حکم سر آنکھوں پر۔ میں سورج غروب ہونے کے بعد قلعے میں داخل ہو جاؤں گا۔"

سانپ سلام کر کے چلا گیا۔ عنبر دریا کے کنارے بیٹھ کر سورج غروب ہونے کا انتظار کرنے لگا۔

اسے معلوم تھا کہ شام کو سپہ سالار گرفتار کر کے پرانے قلعے میں لایا جائے گا۔ اور پھر اسے زندہ تابوت میں بند کر دیا جائے گا اور تابوت کو کوٹھڑی میں رکھ دیا جائیگا۔ ساری رات وہ تابوت بند پڑا رہے گا۔ اور پھر صبح ہونے سے پہلے تابوت کو دریا میں پھینک دیا جائے گا۔ سپہ سالار نے اپنی غم زدہ بیوی کو یہی بتایا تھا۔ عنبر دریا کے کنارے ادھر ادھر گھومتا پھرتا رہا۔ جب سورج غروب ہونے لگا تو سانپ اس کے پاس دوبارہ آیا اور بولا:

"عظیم ناگ دیوتا کے بھائی! میں قلعے میں جا رہا ہوں"

عنبر نے کہا:

"ہاں تمہارے جانے کا وقت آگیا ہے۔"

سانپ سلام کر کے رخصت ہو گیا اور سیدھا قلعے کی طرف چل پڑا۔ عنبر بھی تھوڑی دیر بعد قلعے کو جانے والی سڑک کے کنارے کنارے اوپر پھاٹک کی طرف چلنے لگا۔ وہ قلعے سے تھوڑی دور ایک چٹان کے پیچھے چھپ کر بیٹھ گیا۔ سانپ کافی دیر بعد قلعے کے اندر پہنچا۔ اس نے جاتے ہی سب سے پہلے ڈیوڑھی میں موجود سپاہیوں کے سامنے آکر پھن اٹھا کر پھنکار ماری تو وہاں شور مچ گیا۔ سانپ فوراً قلعے کے اندر کو نکل گیا۔ اب دوسری طرف سے بھی سانپ سانپ کا شور بلند ہوا۔ قلعے میں افراتفری مچ گئی۔ ہر سپاہی تلوار نیزہ لے کر سانپ کو مارنے کے لئے اس کے پیچھے لگ گیا۔ مگر سانپ کسی کے ہاتھ نہیں آ رہا تھا۔ قلعے میں شور مچ گیا کہ ایک طلسمی سانپ آگیا ہے۔ جو پھنکار مار کر غائب ہو جاتا ہے۔ قلعے کے کوتوال نے حکم دیا کہ فوراً کسی سپیرے کو بلا کر سانپ کو پکڑا کر مار دیا جائے۔ کیونکہ آج رات کو راجہ قلعے میں آ رہا ہے۔ راجہ کو قلعے میں آنا ہی تھا۔ کیونکہ وہ اپنے سامنے سپہ سالار کے تابوت کو دریا میں پھنکوانے والا تھا۔ کوتوال کے حکم پر فوراً دو سپاہی قلعے سے نکل کر باہر کو دوڑے۔ عنبر اسی لمحے کا انتظار کر رہا تھا۔ اس نے سپاہیوں کو گھوڑے پر آتے دیکھا تو انہیں روک کر پوچھا کہ وہ کہاں جا رہے ہیں۔ اور گھبرائے ہوئے کیوں ہیں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سپاہیوں نے عنبر کو بتایا کہ قلعے میں ایک جادو کا سانپ ہے۔ جس نے وہاں کہرام مچا رکھا ہے۔ ہم کسی سپیرے کی تلاش میں جا رہے ہیں۔ تاکہ وہ اسے پکڑ کر مار ڈالے۔

عنبر نے کہا:

"میں سانپ پکڑ سکتا ہوں۔ تم مجھے لے چلو۔"

سپاہیوں نے شکر کیا کہ سپیرا جلدی مل گیا۔ وہ عنبر کو لے کر قلعے میں آ گئے۔ عنبر نے یونہی دکھانے کے لئے قلعے میں سانپ کی تلاش شروع کر دی۔ کوتوال اس کے ساتھ تھا۔

عنبر نے کہا:

"یہ سانپ کوئی بے حد زہریلا سانپ ہے۔ لیکن اس نے ابھی تک کسی سپاہی کو نہیں کاٹا۔ اس بات سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ رات ہونے کا انتظار کر رہا ہے کیونکہ ایسے سانپ صرف رات کے وقت ہی ڈستے ہیں اور اس کے ڈسنے سے انسان فوراً ہی مر جاتا ہے۔"

کوتوال نے کہا:

"تم جتنی جلدی ہو سکے اس سانپ کو پکڑ دو۔"

عنبر نے کہا:

"میں ایک شرط پر سانپ پکڑنے کو تیار ہوں اور وہ شرط یہ ہے کہ میں اس سانپ کو ماروں گا نہیں کیونکہ

یہ ایک طلسمی سانپ ہے۔ میں اسے قلعے کی دیوار سے دریا میں پھینک دوں گا۔ اور میں تم لوگوں کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ سانپ پھر کبھی اس قلعے کا رخ نہیں کرے گا۔ میں منتر پڑھ کر قلعے کی دیوار پر پھونک دوں گا۔"

کوتوال بولا:

"مجھے منظور ہے تمہاری شرط۔ اب جس طرح بھی ہو سکے اس کم بخت سانپ کو پکڑو۔"

اتنے میں شام کا اندھیرا چاروں طرف پھیل گیا تھا۔ عنبر قلعے کے بڑے دالان میں آ کر بیٹھ گیا۔ کوتوال اور قلعے کے سپاہی دور دور کھڑے ہو گئے۔ عنبر نے یونہی جھوٹے منتر پڑھنے شروع کر دئے۔

پھر سانپ کی آواز میں کہا:

"اب آ جاؤ۔"

اس کے ساتھ ہی عنبر نے بلند آواز میں کوتوال سے کہا:

"سانپ آ رہا ہے۔ خبردار! کوئی اس کو مارنے کی کوشش نہ کرے۔ یہ جادوئی سانپ ہے یہ تو مرے گا نہیں لیکن جو اسے مارنے کی کوشش کرے گا اس کے سارے خاندان سانپ تباہ و برباد کر دیں گے۔

کوتوال نے حکم دے دیا کہ سانپ کو کوئی مارنے کی کوشش نہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کرے۔ سب عنبر کی طرف دیکھ رہے تھے۔ دالان میں جگہ جگہ پر ستونوں کے ساتھ مشعلیں روشن تھیں۔ اتنے میں ایک سرمئی سانپ پھن اٹھائے رینگتا ہوا عنبر کے سامنے آکر رک گیا۔ کوتوال اور سپاہی سانپ کو دیکھتے ہی ایک طرف ہٹ گئے۔ وہ سب سانپ سے ڈرے ہوئے تھے۔ کہ جادو کا سانپ ہے اور رات بھی ہو رہی ہے کہیں اڑ کر کسی کو ڈس نہ دے۔

عنبر نے منتر پڑھتے پڑھتے بلند آواز میں سانپ سے کہا:

"میرے پاس آجاؤ۔ خبردار! کسی کو کچھ نہ کہنا۔ یہ سب میرے دوست ہیں۔"

ساتھ ہی سانپ کی زبان میں عنبر نے سانپ سے کہا:

"اب میرے پاس آجاؤ۔"

کوتوال اور سپاہی یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ سانپ نے اپنا پھن سکیڑ لیا اور چپکے سے عنبر کے پاس آگیا۔ عنبر نے اسے پکڑ کر اپنی جیب میں ڈال لیا اور کوتوال سے بولا:

"اب میں اسے دریا میں پھینکنے لگا ہوں۔"

عنبر نے جیب سے سانپ نکال کر ہاتھ میں پکڑ لیا اور قلعے کی فصیل پہ آگیا۔ کوتوال اور سپاہی پیچھے پیچھے تھے۔

عنبر نے سانپ سے آہستہ سے کہا:

"تمہارا کام اب ختم ہو گیا ہے۔" تو واپس چلا جا اور اس قلعے کا رخ نہ کرنا۔"

سانپ نے کہا:

"جو حکم عظیم ناگ دیوتا کے بھائی۔"

عنبر نے سب کے سامنے سانپ کو زور سے دریا کی طرف اچھال دیا۔ ب کی آنکھوں کے سامنے سانپ دریا میں دور جا گرا۔ سپاہیوں نے خوشی سے نعرے لگائے۔ کوتوال نے آگے بڑھ کر عنبر کا شکریہ ادا کیا۔

عنبر نے کہا:

"اب مجھے ساری رات اس قلعے میں بیٹھ کر ایک خاص طلسمی منتر پڑھنا ہو گا جس کے اثر سے کوئی سانپ کبھی بھی اس قلعے میں داخل نہیں ہو گا۔"

کوتوال نے کہا:

"بھائی سپیرے! سارا قلعہ تمہاری خدمت پر ہے۔ مگر آج رات کے پچھلے پہر ہمارا راجہ یہاں آنے والا ہے اس نے ایک خاص رسم ادا کرنی ہے۔ اس لئے تم سامنے والی کوٹھڑی میں بیٹھ کر منتر پڑھنا۔"

عنبر بولا:

"لیکن مجھے منتر پڑھنے کے بعد قلعے کی ساری کوٹھڑیوں میں جا کر پھونکیں مارنی پڑیں گی ورنہ سانپ تھوڑی دیر بعد پھر واپس آجائے گا۔"

کوتوال نے جلدی سے کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ٹھیک ہے ٹھیک ہے تم بے شک ساری کوٹھڑیوں میں جاکر منتر پھونک دینا۔ راجہ تو پچھلے پہر آئے گا۔ تب تک تم ضرور فارغ ہو جاؤ گے"

عنبر بولا!

"میں آدھی رات تک فارغ ہو جاؤں گا۔"

اور عنبر نے دالان کی ایک طرف کوٹھڑی کے باہر بیٹھ کر منتر پڑھنے شروع کر دیئے۔ اس کی نظریں قلعے کے پھاٹک کی طرف لگی تھیں۔ جہاں سپاہیوں کا ایک خاص دستہ کھڑا کر دیا گیا تھا۔ کیونکہ سپہ سالار کو لایا جا رہا تھا۔

جب رات ہوگئی تو پھاٹک میں سے گھوڑ سواروں کا ایک دستہ گذر کر قلعے میں آگیا۔ کوتوال بھی وہاں موجود تھا۔ اس کے بعد دوسرا دستہ آیا۔ اس دستے میں سپہ سالار بھی موجود تھا۔ عنبر نے دیکھا کہ سپہ سالار کو زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے اور وہ سر جھکائے گھوڑے پر بیٹھا ہے۔ سپاہی اور کوتوال سپہ سالار کو اپنی حراست میں لے کر سامنے والی کوٹھڑی میں داخل ہو گئے۔ تھوڑی ہی دیر بعد اندر سے ایسی آوازیں آنے لگیں جیسے لکڑی کے تختے جڑے جا رہے ہوں۔ ٹھک ٹھک ہوتی رہی۔ عنبر سمجھ گیا کہ سپہ سالار کو تابوت میں زندہ بند کرکے اوپر تختے جڑے جا رہے ہیں۔

وہ چوکس ہو گیا۔ چند لمحوں بعد کوتوال اور سپاہی کوٹھڑی سے نکل کر ایک طرف چلے گئے۔ کوتوال نے تمام سپاہیوں کو حکم دے دیا تھا کہ جب پیرا کسی کوٹھڑی میں منتر پھونکنے جائے تو اسے بالکل نہ روکا جائے۔ سامنے والی کوٹھڑی کے باہر ایک سپاہی پہرے پر کھڑا ہو گیا تھا۔ عنبر منتر پڑھتے پڑھتے اٹھا اور کوٹھڑی کی طرف چلا۔ وہ تابوت کے تختے کو اکھاڑ دینا چاہتا تھا۔ تاکہ سپہ سالار تابوت میں دم گھٹنے سے نہ مر جائے اور اسے تازہ ہوا آتی رہے۔

کوٹھڑی کے پاس جاکر عنبر نے سپاہی سے کہا!

"میں اندر منتر پھونکنے جانا چاہتا ہوں۔"

سپاہی کو چونکہ حکم تھا اس لئے اس نے کوئی اعتراض نہ کیا۔ اور عنبر کو جانے کی اجازت دے دی۔ عنبر کوٹھڑی میں داخل ہو گیا۔ وہ یونہی ادھر ادھر منتر پڑھ پڑھ کر پھونکنے لگا۔ سپاہی نے دروازہ بند کر دیا تھا۔ منتر پھونکتے پھونکتے عنبر تیزی سے تابوت کے پاس گیا۔ لکڑی کا بڑا تابوت سامنے والی دیوار کے ساتھ لگا تھا۔ عنبر نے جاتے ہی تابوت کی پیٹی ایک طرف سے ذرا سی اوپر اٹھا دی۔ اور تابوت کے ساتھ منہ لگا کر کہا!

"سپہ سالار! میں عنبر ہوں۔ میں تمہاری جان بچانے آیا ہوں۔ یہ میں نے تازہ ہوا کے لئے تختہ ذرا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سا اکھاڑ دیا ہے۔ میں آدھی رات کے بعد آپ کے پاس پھر آؤں گا۔"

یہ کہہ کر عنبر کوٹھڑی سے باہر نکل آیا۔

سپہ سالار نے جب تابوت کے اوپر کا تختہ ایک طرف سے کھسکتا دیکھا اور عنبر کی آواز سنی تو دل میں اس کا شکریہ ادا کیا۔ اور اس کی سادگی پر مسکرایا کہ بے چارہ میری کیا مدد کر سکے گا بھلا۔ مگر وہ اس بات پر حیران بھی ہوا کہ عنبر اس قلعے میں داخل کیسے ہو گیا۔ اگر وہ قلعے میں داخل ہو کر اس کی کوٹھڑی میں آ سکتا ہے تو ممکن ہے اس کی جان بچانے میں بھی کامیاب ہو جائے۔ تابوت کے اندر تازہ ہوا آنے سے سپہ سالار کو سانس لینے میں آسانی ہو گئی تھی۔ ورنہ اس سے پہلے اس کا دم گھٹنے لگا تھا۔ دوسری طرف عنبر دوبارہ سامنے والے دالان میں بیٹھ کر منتر پڑھنے لگا۔ پھر وہ اٹھ کر دوسری کوٹھڑی کی طرف گیا۔ وہاں بھی پھونکیں ماریں اور واپس اپنی جگہ پر آ کر بیٹھ گیا۔

عنبر نے دیکھ لیا تھا کہ جس کوٹھڑی میں سپہ سالار کا تابوت تھا اس کی دیوار میں چھت کے قریب ایک روشندان بنا ہوا تھا۔ جس کی دوسری طرف دریا بہہ رہا تھا۔ چاروں طرف گھپ اندھیرا تھا۔ رات بہت ہی تاریک تھی۔ عنبر موقع کے انتظار میں تھا۔ ایک گھنٹے بعد پہرے پر جو سپاہی کھڑا تھا۔ وہ چلا

گیا اور اس کی جگہ دوسرا سپاہی آ گیا۔ اس سپاہی کو بھی معلوم تھا کہ عنبر سپیرا طلسمی سانپ کے لیے منتر پڑھ رہا ہے۔ عنبر اٹھ کر اس پہرے دار کے پاس گیا اور بولا:

"میں ایک بار پھر اندر منتر پھونکنے جا رہا ہوں۔ میں ایک زبردست طلسمی عمل کر رہا ہوں۔ اگر میں واپس زندہ نکل آیا تو کوئی بات نہیں۔ لیکن اگر میں کوٹھڑی سے باہر نہ نکلا تو سمجھ لینا کہ طلسمی سانپ کے ساتھ میں میں بھی سانپوں کی دنیا میں چلا گیا ہوں۔ میری طرف سے کوتوال صاحب کو کہہ دینا کہ اب کوئی سانپ قلعے میں نہیں آئے گا۔"

سپاہی پریشان سا ہو کر عنبر کو تک رہا تھا۔ عنبر اسے پریشان چھوڑ کر کوٹھڑی میں داخل ہو گیا۔ اندر جاتے ہی اس نے تابوت کے اوپر والے تختے کو اکھاڑ دیا۔ تابوت میں سپہ سالار لیٹا تھا۔ اسے رسیوں سے باندھ دیا گیا تھا۔ عنبر نے اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور اس کی رسیاں کھول کر تابوت سے باہر نکالا۔ پھر اس نے کان میں سرگوشی کی۔

"اس روشن دان میں سے پیچھے دریا میں کود جاؤ۔"

عنبر دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑا ہو گیا۔ سپہ سالار نے اس کے کاندھوں پر پاؤں رکھا اور اوپر روشن دان میں چڑھ گیا۔ اس نے دوسری طرف جھانک کر دیکھا۔ نیچے دریا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اندھیری رات میں ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔ سپہ سالار کے لئے جان بچانے کا اس سے زیادہ سنہری موقع اور کبھی نہیں مل سکتا تھا۔ چنانچہ اس نے دریا میں چھلانگ لگا دی۔ ایک ہلکے سے شور کے ساتھ سپہ سالار دریا میں جا گرا۔ وہ نیچے ہی نیچے اترتا چلا گیا۔ پھر اس نے اندر ہی اندر تیرنا شروع کر دیا۔ تیرتا تیرتا وہ بہت دور نکل گیا۔

دوسری طرف عنبر تابوت میں لیٹ چکا تھا۔ اس نے ڈھکنا اوپر ڈال کر تختے کی میخوں کو اندر سے زور سے کھینچا اور تختہ پوری طرح تابوت کے اوپر بیٹھ گیا۔ یہ کام صرف عنبر ہی اپنی خاص طاقت سے کر سکتا تھا۔ باہر پہرے دار خاموش کھڑا تھا۔ سوچ رہا تھا کہ ابھی تک سپیرا باہر نہیں نکلا۔ جب آدھا گھنٹہ گزر گیا تو اس نے دروازہ کھول کر کوٹھڑی میں دیکھا۔ کوٹھڑی میں سپہ سالار کا تابوت موجود تھا مگر عنبر غائب تھا۔

پہرے دار سپاہی کا رنگ اڑ گیا۔ اتنے میں قلعے کے بڑے دروازے پر شور اٹھا کہ راجہ کی سواری آ گئی ہے۔ پہرے دار سپاہی نے سوچا کہ اسے اس معاملے کو یہیں دبا دینا چاہیے۔ یقینی طور پر سپیرا سانپوں کی دنیا میں چلا گیا ہے۔ وہ خود بھی کہہ رہا تھا۔ اب اگر اس نے کوتوال کو یہ بات بتا دی تو وہ اسے نوکری سے نکال دے گا۔ بلکہ ہو سکتا ہے اسے قتل بھی کروا دے چنانچہ جب اس نے کوتوال کو اپنی طرف آتے دیکھا تو اس نے

جلدی سے آگے بڑھ کر کہا!

"حضور! سپیرا آپ کو سلام کہتا تھا۔ وہ تمام کوٹھڑیوں میں منتر پھونک کر چلا گیا ہے۔" کوتوال کو کچھ تعجب ضرور ہوا کہ ... لیکن چونکہ راجہ کی سواری قلعے میں پہنچ چکی تھی اس لئے کوتوال نے سپیرے پر کوئی خاص توجہ نہ دی اور وہ راجہ کی طرف دوڑا۔

راجہ نے کوتوال سے پوچھا!

"سپہ سالار کا تابوت تیار ہے؟"

کوتوال نے کہا!

"جی ہاں! حضور عالی!

تابوت بالکل تیار ہے۔"

راجہ اوپر قلعے کی فصیل پر جا کر بیٹھ گیا۔ اس نے حکم دیا کہ تابوت اٹھا کر وہاں لایا جائے۔ اسی وقت چار حبشی غلام گئے اور کوٹھڑی میں سے تابوت اٹھا کر لے آئے۔ اب اسی تابوت میں عنبر لیٹا ہوا تھا۔ راجہ نے تابوت کو ایک نظر دیکھا اور بولا!

"اسے دریا میں پھینک دو۔"

چار حبشی غلاموں نے تابوت اٹھایا اور اس تابوت کو دریا میں پھینک دیا۔ تابوت دریا میں گرتے ہی کھل گیا مگر لہریں اسے بہا کر دور لے گئیں۔ دریا پر گہرا اندھیرا ہونے کی وجہ سے کسی کو پتہ نہ چل

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سکا کہ تابوت ٹوٹ چکا ہے۔ بہرحال جب راجہ کی سواری واپس اپنے محل میں چلی گئی تو کوتوال نے پہرے دار سپاہی سے پوچھا کہ سپیرا کہاں ہے؟ تب بھی پہرے دار نے یہی جواب دیا کہ جناب وہ منتر پھونکنے کے بعد چلا گیا ہے اور کہہ گیا ہے کہ کوتوال کو میرا سلام کہہ دینا اور کہنا کہ اب کوئی سانپ اِدھر کا رخ نہیں کرے گا۔

کوتوال مسکرایا۔

بڑا نیک اور تجربہ کار سپیرا تھا۔

دریا میں آگے آگے سپہ سالار تیرتا جا رہا تھا اور پیچھے پیچھے عنبر چلا آ رہا تھا۔ اگرچہ دونوں کے درمیان کافی فاصلہ تھا۔ سپہ سالار چاہتا تھا کہ بجائے دریا سے باہر نکلنے کے بہتر ہے کہ وہ دریا میں تیرتا ہوا اس شہر کے علاقے سے بہت دور نکل جائے۔ وہ بڑے سکون سے تیر رہا تھا۔ عنبر کی رفتار بہت تیز تھی۔ یہ طوفانی رفتار تھی۔ وہ سپہ سالار کے پاس پہنچنا چاہتا تھا۔ چنانچہ اندھیری رات میں عنبر تھوڑی ہی دیر بعد سپہ سالار کے پاس آ گیا جو دریا میں بڑی نقاہت سے تیر رہا تھا۔ عنبر نے اسے نیچے سے اوپر اٹھا لیا۔ سپہ سالار نے اندھیرے میں بھی عنبر کو پہچان لیا۔

○

عنبر کا کارنامہ

عنبر نے پانی میں سپہ سالار کی گردن کو پانی سے باہر اٹھا رکھا تھا۔

عنبر طوفانی رفتار سے دریا میں تیرتا کافی دور نکل گیا۔ پھر وہ دریا کے کنارے پر آ گئے۔ کیونکہ آگے دریا میں چھوٹی پہاڑیاں آ گئی تھیں۔

سپہ سالار نے دریا سے نکلنے کے بعد عنبر سے پوچھا:

"دوست! تمہارے پاس ضرور کوئی جادو ہے۔ جس کی مدد سے تم نے میری بچیوں کے طلسم کو بھی توڑ دیا اور اب تابوت میں اتنی بلندی سے گرانے کے بعد بھی زندہ ہو۔"

عنبر نے کہا:

"ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میں بھی آپ کی طرح کا ایک عام انسان ہوں۔ آپ یہ بتائیں کہ یہاں سے آپ کا آبائی گاؤں کتنی دور ہے۔ کیونکہ آپ کی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بیوی چمپاوتی اور دونوں لڑکیاں وہاں پہنچ گئی ہوئی ہیں۔"

سپہ سالار نے اپنی جان بچانے پر عنبر کا بے حد دلی شکریہ ادا کیا اور یہ سن کر اسے اور زیادہ خوشی ہوئی کہ ان کی بیوی اور لڑکیاں آبائی گاؤں چلی گئی ہیں۔

وہ بولا:

"مجھے یقین ہے کہ راجہ کو ایسا کوئی شک نہیں ہو گا کہ تابوت میں میں نہیں تھا۔"

عنبر نے کہا:

"اسے کیسے شک ہو سکتا ہے۔ اس نے تابوت کھلوا کر بالکل نہیں دیکھا۔ تابوت میں، میں بند تھا۔ وہ یہی سمجھ رہا تھا کہ اس میں سپہ سالار ہے۔ وہ تو بالکل مطمئن ہے کہ اس نے سپہ سالار کو ختم کروا دیا ہے۔"

سپہ سالار بولا:

"راجے راجاؤں کی دوستی اور دشمنی۔ دونوں اچھی نہیں ہوتیں۔"

پھر سپہ سالار نے بتایا کہ اس کا گاؤں یہاں سے ایک دن کے فاصلے پر ہے۔ وہ دریا کے دوسرے کنارے پر آ بھی چکے ہیں۔

ں چڑھا تو انہوں نے اپنا سفر شروع کر دیا۔ شام کو وہ اپنی
زل پر پہنچ گئے۔ سپہ سالار کی بیوی چمپاوتی اپنے خاوند کو
و کر بہت خوش ہوئی۔ اب اس نے اپنی دونوں بیٹیوں کو
ل بات بتا دی۔ لڑکیاں تو ہکا بکا ہو کر رہ گئیں۔ انہوں
ے عنبر کا بہت بہت شکریہ ادا کیا۔

عنبر کا دل اب کیٹی ناگ ماریا کے لئے بہت اداس ہو رہا تھا۔
اس نے سپہ سالار کے گاؤں والے گھر میں صرف ایک روز قیام
اور اگلے روز وہ اپنے اصلی دوستوں یعنی ناگ ماریا کیٹی اور
وسانگ جولی سانگ کی تلاش میں روانہ ہو گیا۔ اس وقت کیٹی
ماریا تھیوسانگ اور جولی سانگ جنوبی ہندوستان کے ایک
انے شہر تنجور پہنچ چکے تھے۔ یہ شہر آج سے دو اڑھائی سو سال
ے بہت ترقی کر چکا تھا۔ یہ شہر جنوبی ہندوستان کے چولا
جاؤں کا دارالحکومت تھا۔ یہاں بڑے بڑے مندر تھے۔ اور
ڑوں میں بھی مورتیاں تراشی گئی تھیں۔ بازار کشادہ تھے۔ مگر
ن دو منزلہ ہی تھے۔ جن کی چھتیں ڈھلوان تھیں کیونکہ اس
لاقے میں بارش بہت ہوتی ہے۔

ناگ ماریا کیٹی تھیوسانگ اور جولی سانگ شہر کی ایک پرانی
رائے میں اترے۔ یہ سرائے ایک تالاب کے کنارے تھی اس
کی کوٹھڑیاں تنگ و تاریک تھیں۔ ہر کوٹھڑی میں دن کے وقت

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بھی چراغ روشن رہتا تھا۔ تالاب کی دوسری طرف سرائے
سامنے ایک چھوٹا سا مندر تھا۔ جہاں شیش ناگ کے بت
پوجا ہوتی تھی۔ اس علاقے میں لوگ سانپ کو مقدس دیو
سمجھتے تھے۔ چنانچہ انہیں مارتے نہیں تھے۔ سانپ اگر گ
میں آجاتا تھا تو گھر والے اسے دودھ پلاتے تھے اور
آرام پہنچاتے تھے۔ حالانکہ سانپ کو کیا معلوم کہ یہ کون لو
ہیں۔ وہ تو آخر سانپ ہوتا ہے۔ اور سانپ کبھی کسی کا دو
نہیں ہوتا۔ چنانچہ کبھی کبھی یہ سانپ غصے میں آکر ڈس
دیتے تھے۔ اور لوگ مر جاتے تھے۔ یہ گمراہ لوگ یہ سمجھتے
سانپ دیوتا نے اس آدمی کو اپنے پاس بلا لیا ہے۔ ہندو
آج سے ہزار برس پہلے بھی ایسی ہی توہم پرست اور
پس ماندہ تھی۔ یعنی ترقی سے پیچھے رہی ہوئی تھی۔ پس ما
اس آدمی کو کہتے ہیں جو پیچھے رہ جائے۔ چنانچہ اس زما
میں بھی جنوبی ہندوستان کے گمراہ لوگ سانپوں کی پوجا کر
تھے۔ ان کے ہاتھوں مارے بھی جاتے تھے مگر باز نہیں آ
تھے۔ سانپوں کو دودھ پلاتے، شہد کھلاتے تھے۔ سانپ
ان کے گھروں میں پھرا کرتے۔ چونکہ یہ سانپ کو چھیڑتے
تھے۔ اسی لئے سانپ انہیں کچھ نہیں کہتے تھے۔ اور گھر
میں چلنے پھرنے کے عادی ہو گئے تھے۔ لیکن جونہی کسی

ان کے اوپر آجاتا تو وہ تڑپ کر اسے ڈس دیتے
کیونکہ یہ سانپ کی فطرت ہے۔ اس لئے سانپ کو
اپنا دوست نہیں سمجھنا چاہیئے۔ وہ جہاں نظر آجائے
ختم کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔
ناگ کی خوشبو جب سامنے والے مندر میں پہنچی تو وہاں
دو چار سانپ مندر کے صحن میں چلتے پھرتے رہا کرتے تھے
ناگ دیوتا کو سلام کرنے سرائے میں آگئے۔ لوگوں کا ہجوم
گیا کہ یہ مندر کے سانپ سرائے میں کس سے ملنے آئے ہیں
نے دور ہی سے سانپوں کو ان کی زبان میں ڈانٹ
کہا:

"جدھر سے آئے ہو ادھر ہی واپس چلے جاؤ۔
خبردار! جب تک میں نہ بلاؤں کسی کو ادھر آنے کی جرأت نہ ہو۔"

سانپ اسی وقت الٹے پاؤں واپس چلے گئے۔

ماریا نے ہنس کر کہا:

"آنے دیتے انہیں ناگ بھیا! ذرا رونق ہی رہتی۔"

ناگ نے کہا:

"یہاں خواہ مخواہ تماشا بن جاتا۔ ہم تو عنبر کی تلاش
میں یہاں آئے ہیں ہمیں اپنے کام سے کام رکھنا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

چاہیے۔"

کیٹی نے فضا میں سونگھ کر کہا!

"مجھے تو فضا میں عنبر کی خوشبو نہیں ملتی۔"

جولی سانگ بھیو سانگ اور ناگ ماریا نے بھی کیٹی کے خیال کی تصدیق کرتے ہوئے کہا! کہ معلوم ہوتا ہے عنبر اس شہر میں ابھی تک نہیں پہنچا۔ ہمیں اس سرائے میں رہ کر عنبر کا انتظار کرنا چاہیے۔

جولی سانگ کہنے لگی۔!

"ہم ضرور اس سرائے میں کچھ وقت گذاریں گے۔ لیکن ماریا کو شہر کا چکر لگانے کے لئے نکل جانا چاہیے۔ ہو سکتا ہے شہر میں کوئی سراغ مل جائے۔

کیٹی اور بھیو سانگ نے اس کی تائید کی۔

ماریا بولی!

"میں تو خود جانے کو تیار تھی۔ میں بھی عنبر بھیا کو جلد از جلد اپنے درمیان دیکھنا چاہتی ہوں۔ میں شہر کا چکر لگانے جا رہی ہوں۔ تھوڑی دیر بعد واپس آجاؤں گی۔"

سب نے ماریا کو ہدایت کی کہ وہ زیادہ دور نہ جائے ماریا کے جانے کے بعد ناگ نے جولی سانگ کو ساتھ لیا اور

سامنے والے مندر کی طرف سیر و تفریح کرنے نکل گیا۔ سرائے میں پیچھے کیٹی اور بھیو سانگ رہ گئے تھے۔ ناگ اور جولی سانگ مندر میں گئے۔ دیکھا کہ شیش ناگ کی مورتی بنی ہوئی ہے اور لوگ آکر اس کی پوجا کر رہے ہیں۔

ناگ نے جولی سانگ سے کہا!

"یہ لوگ گمراہ ہیں۔ بھلا پتھر کے سانپ کی مورتی سے انہیں کیا مل سکتا ہے؟"

جولی سانگ کہنے لگی۔

"میں حیران ہوں کہ یہ لوگ اس خدا کی عبادت کو چھوڑ کر جس نے ساری کائنات بنائی ہے پتھر کے بتوں کی پوجا کیوں کرتے ہیں۔؟"

ناگ بولا:

"بھٹکے ہوئے لوگ ہی ایسا کرتے ہیں۔ جن کا ایمان خدا پر پختہ ہے وہ ایسا کبھی نہیں کرتے۔ وہ تو بتوں کو توڑ دیتے ہیں۔"

یونہی باتیں کرتے کرتے ناگ اور جولی سانگ ایک ستون کے پاس جا کر بیٹھ گئے۔ مندر کے سانپوں نے ناگ دیوتا کو دیکھ لیا تھا۔ مگر چونکہ ناگ نے انہیں قریب آنے سے منع کر دیا تھا۔ اس لئے وہ اس کے پاس نہیں آرہے تھے اتنے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں ایک آدمی جسم پر نیلے رنگ کا لبادہ اوڑھے مندر میں داخل ہوا۔ اس کے سر کے بال جھالروں کی طرح اس کی گردن پر پڑے تھے۔ ماتھے پر زرد رنگ کا تلک لگا تھا۔ اس کے ہاتھ میں پھولوں کا ہار تھا۔ اس نے آتے ہی شیش ناگ کے بت پر ہار ڈالا۔ ہاتھ جوڑ کر پرنام کیا اور ایک طرف ہٹ کر بیٹھ گیا۔ اس آدمی کی عمر پچاس برس کے قریب تھی۔ جسم بھاری بھاری تھا۔ آنکھوں کا رنگ زرد تھا اور ان میں بڑی تیز چمک تھی۔

یہ آدمی اِدھر اُدھر دیکھ رہا تھا۔ اچانک اس کی نظر جولی سانگ پر پڑی۔ وہ اسے دیکھتا رہ گیا۔ جولی سانگ نے اتفاق سے اس کی طرف دیکھا تو اسے گھورتے ہوئے پا کر ناگ سے کہنے لگی۔

"یہ نیلے لبادے والا آدمی کون ہے یہ میری طرف بڑے غور سے دیکھ رہا ہے۔"

ناگ نے نیلے لبادے والے آدمی کی طرف دیکھا تو اب اس نے اپنا منہ دوسری طرف کر لیا تھا۔ ناگ اسے پہچان نہ سکا کہ اس آدمی کے دل میں کیا ہے۔ اور وہ اصل میں کون ہے ناگ نے اس پر ایک نگاہ ڈالنے کے بعد کہا!

"یہ تو کوئی پجاری قسم کا آدمی ہے۔"

جولی سانگ بولی:

"مجھے تو کسی دوسری دنیا کا آدمی لگتا ہے۔ دیکھو اس کا رنگ یہاں کے لوگوں کی طرح کالا نہیں ہے بلکہ زرد ہے۔ اور آنکھیں بھی چین کے لوگوں کی طرح کی ہیں۔"

ناگ نے کہا:

"ہو سکتا ہے کوئی سیاح ہو اور ہندوستان کی سیر و سیاحت کرنے آیا ہو۔ یہاں ہر سال ہزاروں سیاح آتے ہیں۔ اور یہاں کی سیر کر کے واپس چلے جاتے ہیں۔"

ایک چھوٹی لڑکی بھاگتی ہوئی جولی سانگ کے پاس آگئی وہ مسکرا رہی تھی۔ اس کے ہاتھ میں چھوٹا سا پھولوں کا ہار تھا۔ اپنی توتلی زبان میں بولی:

"یہ ہار میرے گلے میں باندھ دو۔"

جولی سانگ اور ناگ کو یہ لڑکی بڑی پیاری لگی۔ جولی سانگ نے ہار لڑکی کے گلے میں ڈال کر پیچھے سے دھاگا باندھ دیا۔ لڑکی نے مسکرا کر شکریہ ادا کیا۔ اور بھاگ گئی۔

کتنی پیاری بچی تھی!

جولی سانگ نے کہا!

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ بولا:

"بچے فرشتے ہوتے ہیں۔ بچوں میں انسان کو انسانیت کی سچی جھلک مل جاتی ہے۔ بچے منافقت نہیں کرتے جو دل میں ہوتا ہے وہی زبان پر ہوتا ہے۔"

مگر جولی سانگ اس ستون کی طرف دیکھ رہی تھی۔ جہاں تھوڑی دیر پہلے نیلے لبادے والا چینی زرد آدمی بیٹھا تھا اب وہ آدمی وہاں نہیں تھا۔

جولی سانگ نے کہا:

"ناگ بھیا!

وہ چینی قسم کا آدمی جو مجھے گھور رہا تھا۔ اب نہیں ہے۔ چلا گیا ہے۔

کہاں چلا گیا ہو گا؟"

ناگ بولا:

"تمہیں اس بارے میں کوئی دلچسپی نہیں ہونی چاہئے۔

ایسے تو ہزاروں آدمی تمہیں ہمارے ساتھ سفر کرتے ہوئے ملیں گے۔ جن کو تم اچھی لگو گی وہ تم سے باتیں کرنے کی کوشش کریں گے۔ تمہاری جان بوجھ کر تعریف کریں گے۔ مگر جن لڑکیوں کے دل پاک ہوتے ہیں اور جن کی زندگی کا اونچا

مقصد ہوتا ہے۔ وہ کسی آدمی کی اس قسم کی باتوں پر دھیان نہیں دیتیں۔"

جولی سانگ خاموش ہو گئی۔

ناگ نے اٹھتے ہوئے کہا:

"چلو اب مندر کے پیچھے جو باغ ہے۔ اس کی سیر کرتے ہیں۔ یہ باغ کافی خوبصورت ہے۔"

ناگ اور جولی سانگ باغ میں آ گئے۔ اس باغ میں ناریل اور کیلے کے درختوں کے جھنڈوں کے جھنڈ اگے ہوئے تھے۔ بیچ میں ایک تالاب تھا۔ جس میں فوارہ چل رہا تھا۔ تالاب کے کنارے کنارے سفید اور سبز پتھر کے بنچ رکھے تھے۔ جولی سانگ اور ناگ اس بنچ پر بیٹھ گئے۔ مندر ان کے پیچھے کی جانب رہ گیا تھا۔

وہی زرد آنکھوں اور نیلے لبادے والا آدمی درختوں کے ایک جھنڈ کے پیچھے چھپ کر کھڑا جولی سانگ کو غور سے دیکھ رہا تھا۔ اس نے اپنے لبادے کے اندر ہاتھ ڈال کر قمیض کی جیب میں سے ایک چھوٹی سی ڈبیا نکال کر اسے دیکھا۔ اس میں سے تانبے کا ایک چوکور میڈل نکال کر اسے دیکھا۔ میڈل پر جولی سانگ کی تصویر کھدی ہوئی تھی۔ چینی نے تانبے کا میڈل ڈبیا میں بند کر کے اپنی جیب میں رکھ لیا اور درختوں کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پیچھے چھپ کر بیٹھا رہا۔ جب ناگ اور جولی سانگ باتیں کرتے
اٹھ کر سرائے کی طرف گئے تو چینی ان کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔
ناگ اور جولی سانگ سرائے میں آ گئے۔ چینی دور ایک طرف
چھپ کر کھڑا جولی سانگ کو تھیو سانگ اور کیٹی سے باتیں کرتا
دیکھ رہا تھا۔ وہ سمجھ گیا کہ یہ لڑکی اسی سرائے میں اپنے
دوستوں کے ساتھ اتری ہوئی ہے۔ چینی وہاں سے تیزی سے
ایک طرف چلا گیا۔ وہ پرانے باغ میں سے گذر کر ایک ویران
کچی سڑک پر آ گیا جو دور اونچے ٹیلوں کی طرف چلی گئی تھی۔
پراسرار چینی سیاح سڑک پر چلتا گیا۔ دور ٹیلے کی ایک طرف
چھوٹی سی جھونپڑی بنی ہوئی تھی۔ اس جھونپڑی کے باہر
ایک پرانا تخت پوش بچھا تھا۔ پراسرار چینی جھونپڑی میں داخل
ہو گیا۔ جب باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک سفید کبوتر تھا۔

پراسرار چینی سیاح نے کبوتر کو تخت پوش پر بٹھا کر آگے
دانا ڈال دیا۔ پھر ایک کاغذ پر یہ سطریں لکھیں۔

"جس کی تلاش تھی وہ مل گئی ہے۔ میں اسے لے
کر جلدی آ رہا ہوں۔ جہاز کو سمندر میں بالکل تیار
رکھو۔"

یہ کاغذ تہہ کر کے اس نے کبوتر کے پاؤں کے
ساتھ باندھ دیا۔ پھر کبوتر کا منہ مشرق کی طرف کر کے زور

سے ہوا میں اچھال دیا۔

قاصد کبوتر تھا۔ اسے سدھایا ہوا تھا۔ وہ پیغام لے کر اپنی
منزل کی طرف روانہ ہو گیا۔ اس کی منزل وہاں سے بیس میل
دور سمندر کا کنارہ تھی۔ جہاں ویران علاقے میں سمندر کے کنارے
ایک بادبانی جہاز لنگر ڈالے ہوئے تھا۔ جہاز کے ملاح زمین
پر بیٹھے آرام کر رہے تھے۔ جہاز کا لنگڑا چینی کپتان عرشے پر
آرام کرسی ڈالے بیٹھا کافی پی رہا تھا۔ کہ اچانک کبوتر اس
کے کاندھے پر آ کر بیٹھ گیا۔ لنگڑے کپتان نے کبوتر کو ہاتھوں میں
لے لیا۔

اس نے اس کی ٹانگ پر لپٹا ہوا خط نکال کر کھولا۔ اسے
پڑھا تو اس کے چہرے پر خوشی کی لہریں چمکنے لگیں۔ جس مقصد
کو لے کر وہ طوفانی سمندروں کا مقابلہ کر کے ہندوستان کے
ساحل پر آئے تھے۔ اور ایک سال سے ہندوستان میں بھٹکتے
پھر رہے تھے۔ آخر وہ اس مقصد کو حاصل کرنے میں کامیاب
ہو گئے۔ اس نے فوراً جوابی خط لکھا۔

"ہم تیار ہیں ڈاموگ دیوتا کا کہا سچ نکلا۔ تم
اس لڑکی کو لے کر یہاں پہنچو ہم جہاز کا لنگر
اٹھانے اور بادبان کھولنے کے لئے بالکل تیار
بیٹھے ہیں۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

قاصد کبوتر ایک گھنٹے سے بھی کم وقت میں رقعے کا جواب لے کر واپس پراسرار چینی کے پاس آگیا۔ پراسرار چینی نے لنگڑے کپتان کا خط پڑھا تو اسے پھاڑ کر وہیں پھینک دیا اور بہت خوش ہوا۔

دوسری طرف ماریا شہر کے اوپر کئی چکر لگا چکی تھی۔ اسے عنبر کا کوئی سراغ نہیں ملا تھا۔ اس کی خوشبو بھی کہیں سے نہیں آرہی تھی۔ سارے ساتھی سر جوڑ کر بیٹھ گئے۔ کہ اب انہیں کیا کرنا چاہیے۔ تھیوسانگ نے کہا کہ میرے خیال میں ہمیں اس ملک کو چھوڑ کر شمال کی طرف ملک بخارا کی طرف نکل جانا چاہیے۔ مجھے امید ہے کہ عنبر ہمیں شمال کے کسی ملک میں ہی ملے گا۔ یہاں اس کے ملنے کی امید نظر نہیں آتی۔

کیٹی اور ناگ نے بھی ایسے ہی خیال کا اظہار کیا۔ جولی سانگ سے پوچھا گیا کہ تمہارا کیا خیال ہے:

اس نے کہا:

"تھیوسانگ بھائی کا خیال ٹھیک معلوم ہوتا ہے۔ لیکن ماریا سے بھی مشورہ ضروری ہے۔"

ناگ نے ماریا سے پوچھا تو وہ بولی:

"یہاں رہنا ویسے تو بے کار ہی لگتا ہے۔ کیونکہ عنبر کا یہاں دور دور تک نشان نہیں ملتا۔ لیکن پھر بھی میں چاہتی ہوں کہ جیسا ہم اکثر کرتے آئے

ہیں۔ اس شہر میں ہمیں کم از کم دو تین دن ضرور رکنا چاہیے۔ ممکن ہے عنبر اس دوران کہیں سے ادھر آنکلے۔"

ناگ نے تھیوسانگ کیٹی اور جولی سانگ سے مشورہ لیا تو انہوں نے بھی ماریا کے خیال کی تائید کی۔ یعنی ماریا کے خیال کی حمایت کی اور کہا کہ ماریا کے کہنے کے مطابق ہمیں دو روز اس سرائے میں ہی ٹھہرنا چاہیے۔

چنانچہ وہ سرائے میں ہی ٹھہرے رہے۔ اسی شام کا ذکر ہے کہ عنبر جنوبی ہندوستان کے مشرقی ساحل پر اس جگہ پہنچ گیا جہاں سے تھوڑے فاصلے پر سمندر میں پراسرار چینی اور لنگڑے کپتان کا بادبانی جہاز کھڑا تھا۔ عنبر جگہ جگہ شہر شہر گاؤں گاؤں ناگ ماریا کیٹی تھیوسانگ جولی سانگ کو تلاش کرتا چلا آ رہا تھا۔ مگر ان میں سے کوئی بھی اسے نہیں مل سکا تھا۔

آخر اس نے سوچا کہ وہ اس ملک کو چھوڑ کر کسی دوسرے ملک چلا جائے۔ اس نے دور سمندر میں ایک بادبانی جہاز کھڑا دیکھا تو اس کے پاس جا کر بولا:

"کپتان میں بہترین کھانا پکا سکتا ہوں۔ چٹان دیکھ کر بتا سکتا ہوں کہ اس کے اندر چاندی ہے سونا ہے کہ جواہرات چھپے ہوئے ہیں۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

یہ عنبر نے یونہی کہہ دیا تھا۔ لنگڑے کپتان نے عنبر کی طرف گھور کر دیکھا۔

"کیا تم سچ کہہ رہے ہو"؟

عنبر بولا:

"کیوں نہیں کپتان۔ مجھے جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت ہے"۔

لنگڑے کپتان نے بے تابی سے کہا:

"تو بتاؤ پھر اس سامنے والی چٹان کے اندر کیا ہے"؟

عنبر نے جہاز کے اوپر سے ساحل کے پاس اُگی ہوئی ایک چٹان کو دیکھا۔ لنگڑا کپتان اسی چٹان کی طرف ہی اشارہ کر رہا تھا۔

اس نے کہا:

"میں ابھی ٹیلے سے پوچھ کر بتاتا ہوں"۔

عنبر نے جہاز سے اتر کر سامنے والی چٹان کے پاس جا کر ایک سانپ کو بلایا اور اس سے پوچھا کیا تم بتا سکتے ہو کہ اس چٹان کے اندر کیا ہے؟

سانپ نے کہا:

"اس چٹان کے شروع میں ہی چند پتھر اکھاڑنے کے بعد

اندر ایک سرخ عقیق ملے گا۔ باقی چٹان میں کچھ نہیں ہے"۔

عنبر نے لنگڑے کپتان کو جا کر بتا دیا کہ چٹان کے شروع میں ایک سرخ عقیق صدیوں سے پڑا ہے۔ لنگڑے کپتان نے فوراً ملاحوں کو حکم دیا کہ چٹان کو آگے سے توڑا جائے۔ ملاح گینتیاں اور ہتھوڑے لے کر چٹان کو آگے سے توڑنے لگے۔ لنگڑا کپتان اور عنبر پاس ہی کھڑے تھے۔ عنبر کو یقین تھا کہ سرخ عقیق ضرور نکلے گا۔ ملاحوں نے شور مچا دیا کہ سرخ عقیق نکل آیا ہے۔ اور ایک ملاح نے عقیق لا کر لنگڑے کپتان کو دکھایا۔ کپتان نے غور سے دیکھا واقعی یہ ایک بڑا قیمتی اصلی عقیق تھا۔

لنگڑا کپتان عنبر کو اپنے ساتھ جہاز پر لے گیا اور بولا:

"میں تمہیں اپنے جہاز پر نائب کپتان بنا کر رکھ لیتا ہوں مگر تمہیں میرے ساتھ ایک عہد کرنا ہوگا کہ تم سوائے میرے یہ راز کسی کو نہیں بتاؤ گے۔ صرف مجھے ٹیلوں اور چٹانوں میں چھپے خزانوں کا پتہ بتاؤ گے"۔

عنبر کو کسی دوسرے ملک کا سفر کرنا تھا۔ اس کو کیا ضرورت تھی کہ کسی دوسرے کو یہ راز بتاتا۔

اس نے کہا:

"میں وعدہ کرتا ہوں کہ سوائے تمہارے اور کسی کو یہ راز نہیں بتاؤں گا۔ اور کسی کو چٹان میں چھپے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہوئے خزانے کا پتہ نہیں بتاؤں گا۔ لیکن یہ جہاز پہلے کہاں جا رہا ہے۔؟"

لنگڑے کپتان نے کہا:

"ہم ابھی ملک چین جا رہے ہیں۔ وہاں سے کسی دوسرے ملک کو جائیں گے۔"

عنبر نے سوچا کہ چلو پہلے چین چل کر کیٹی ناگ ماریا کو تلاش کرتے ہیں اگر وہ وہاں نہ ملے تو پھر کسی دوسرے ملک کی راہ لوں گا۔ لنگڑے کپتان نے عنبر کو نائب کپتان کی وردی دی جو اس نے پہن لی۔ لنگڑے کپتان نے اعلان کر دیا کہ عنبر آج سے ہمارا نائب کپتان ہے۔

عنبر نے پوچھا:

"یہ جہاز کب چین کی طرف روانہ ہو گا؟"

لنگڑا کپتان کہنے لگا:

"یہاں ایک قریبی شہر میں میرا ایک ساتھی کچھ ضروری چیزیں لینے گیا ہوا ہے۔ جونہی وہ آ گیا جہاز یہاں سے لنگر اٹھا دے گا۔"

لنگڑے کپتان کا وہی پراسرار چینی ساتھی تھا۔ جو جولی سانگ کو اٹھا لے جانے کی فکر میں سرائے کے چکر کاٹ رہا تھا۔ وہ فقیر کا بھیس بدل کر سرائے کے باہر ایک طرف بیٹھ گیا تھا۔

اس نے اتنی مہارت سے بھیس بدلا تھا کہ جولی سانگ اور ناگ بھی اسے نہیں پہچان سکتے تھے۔

اسی شام کا ذکر ہے کہ جولی سانگ کوٹھڑی کے باہر چبوترے پر بیٹھی اپنے بالوں میں کنگھی پھیر رہی تھی۔ پراسرار چینی فقیر کے بھیس میں اسے غور سے دیکھ رہا تھا۔ اسے اسی گھڑی کا انتظار تھا کہ کب جولی سانگ اپنے بالوں میں کنگھی پھیرتی ہے کنگھی پھیرنے کے بعد جولی سانگ نے سر کے بالوں کا چھوٹا سا گچھا چبوترے کی ایک طرف پھینک دیا۔ اور بالوں کو جھٹک کر ایک طرف کوٹھڑی میں چلی گئی۔

اب پراسرار چینی اپنی جگہ سے اٹھا۔ وہ فقیر کے بھیس میں تھا۔ اس نے چبوترے کے پاس جا کر جہاں جولی سانگ کے بال گرے تھے وہاں اپنا تھیلا گرا دیا۔ جھک کر تھیلا اٹھاتے ہوئے اس نے جولی سانگ کے سر کے بال بھی اٹھا لئے۔ جلدی جلدی یہ چینی پراسرار آدمی سرائے سے باہر نکل گیا۔ جولی سانگ کے بالوں کا گچھا اس نے تھیلے میں رکھ لیا۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا آبادی سے دور جنگل میں آ گیا۔ یہاں اس نے اپنی صدری کی جیب سے تانبے کا میڈل ایسا ٹکڑا نکال کر اسے غور سے دیکھا۔ اس چوکور میڈل پہ جولی سانگ کا میڈل بنا ہوا تھا۔ اس شکل میں جولی سانگ غور سے دیکھ رہی تھی۔ پراسرار چینی نے میڈل صدری

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں چھپا لیا اور جنگل میں چلتے چلتے ایک ٹیلے کے اندر بنی ہوئی چھوٹی سی سرنگ میں داخل ہو گیا۔

سرنگ کے اندر دو گھوڑے بندھے تھے۔ زمین پر ایک بڑا سا ٹوکرا پڑا تھا۔ جس کے اوپر بانس کا ڈھکنا چڑھا ہوا تھا یہ ٹوکرا خالی تھا۔ پراسرار چینی نے یہاں اپنا فقیروں ایسا لباس اور مونچھیں اتار کر پھینک دیں اور پھر وہی پیلے رنگ کا لبادہ اوڑھ لیا۔ وہ سرنگ کے باہر آکر آسمان کو دیکھنے لگا۔ اس وقت سورج غروب ہو رہا تھا۔ پراسرار چینی کو رات ہونے کا انتظار تھا۔ وہ کچھ دیر بیٹھا رہا۔ پھر اٹھ کر ادھر اُدھر ٹہلنے لگا۔ اس نے لنگڑے کپتان کو کبوتر کے ذریعے پیغام بھجوا دیا تھا۔ اور اس کا جواب بھی اسے مل گیا تھا۔ مغربی ساحل پر سمندر میں لنگڑے کپتان کا بادبانی جہاز تیار کھڑا تھا۔

جب رات ہو گئی تو پراسرار چینی نے سرنگ کے اندر آگ روشن کر لی۔ پتھروں میں لکڑیاں لگا کر اس نے آگ جلائی اور اس کے سامنے دو زانوں ہو کر بیٹھ گیا۔ اس نے آنکھیں بند کر لیں اور منہ ہی منہ میں کوئی منتر پڑھنا شروع کر دیا۔ آدھے گھنٹے تک وہ منتر پڑھتا رہا۔ اس کے بعد وہ اٹھا اور آگ کے گرد چکر لگانے لگا۔ ایک سو چکر پورا ہوا تو وہ دوبارہ آگ کے سامنے بیٹھ گیا۔ اور منتر پڑھنے شروع کر دیئے۔ جب رات

انی گذر گئی تو پراسرار چینی نے تھیلے میں سے جولی سانگ کے سر
کے بالوں کا گچھا نکال کر آگ کے سامنے رکھ دیا۔ اب وہ ایک
ل گچھے میں سے نکالتا اور منتر پڑھ کر اسے آگ میں ڈال دیتا۔

دوسری طرف جولی سانگ سرائے کی کوٹھڑی میں پلنگ پر
رام سے لیٹی تھی کہ اچانک اس کی طبیعت بے چین ہو گئی۔
س وقت پراسرار چینی نے جولی سانگ کا صرف ایک بال آگ
یں ڈالا تھا۔ جولی سانگ اٹھ بیٹھی۔ اس کا دوسرا بال آگ میں
ڑا تو جولی سانگ کے ذہن پر دھندسی چھانے لگی۔ اسے یوں
جیسے وہ ایک وسیع صحرا میں اکیلی کھڑی ہے۔ پراسرار چینی نے
ولی سانگ کے آدھے بال جب آگ میں ڈال دیئے تو جولی سانگ
ی یادداشت غائب ہو گئی تھی۔ اسے بالکل یاد نہیں تھا کہ وہ ناگ
بر ماریا کیٹی تھیو سانگ کے ہمراہ سرائے میں رہ رہی ہے اور یہ
ل عنبر کی کھوج لگا رہے ہیں۔

جب پراسرار چینی نے جولی سانگ کے پورے بالوں کا گچھا آگ
ڈال دیا تو جولی سانگ کا ذہن پرانی یادوں سے بالکل صاف ہو
تا تھا۔ وہ کوٹھڑی سے نکل کر سرائے کے صحن میں آ گئی۔ اس
ے ذہن میں آگ سی لگی تھی اور وہ جنگل کی طرف جانا چاہتی تھی
ھرے اسے ٹھنڈے پانی کی ہوا آ رہی تھی۔ وہ سمجھ رہی تھی کہ
ل ٹھنڈے پانی میں ہی اس کا علاج ہے۔ صحن میں اونٹ اور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کچھ گھوڑے بندھے ہوئے تھے۔ اندھیرا پھیلا ہوا تھا۔ صرف سرائے کے باہر ایک لیمپ روشن تھا۔ ناگ ماریا کیٹی تھیوسانگ ساتھ والی کوٹھڑی میں آرام کر رہے تھے۔ جولی سانگ کو بالکل یاد نہیں تھا کہ عنبر ناگ کیٹی ماریا تھیوسانگ اس کے ساتھی ہیں۔

اسے تو صرف جنگل میں جانے کی لگن لگی ہوئی تھی۔ وہ سرائے سے نکلی اور جدھر سے اسے ٹھنڈے پانی کی ہوا آ رہی تھی ادھر کو چل پڑی۔ وہ اندھیرے میں آبادی سے دور ہوتی گئی۔ پھر جنگل شروع ہو گیا۔ اس جنگل میں سے جولی سانگ بڑی جلدی سے گذر گئی۔ اس کے جسم میں گرمی پیدا ہو رہی تھی۔ اب سامنے سے اسے ٹھنڈی ہوا آنے لگی تھی۔ وہ اس ٹھنڈی ہوا کی طرف دوڑی جا رہی تھی۔ جب وہ ٹیلے والی سرنگ کے پاس آگئی تو پراسرار چینی اس کے سامنے کھڑا تھا۔ وہ مسکرا رہا تھا۔ جولی سانگ کو دیکھتے ہی اس نے دونوں بازو بلند کئے اور بولا!

"شہزادی جولی کا آنا مبارک ہو۔"

جولی سانگ نے چینی کی طرف دیکھ کر کہا!

"مجھے آگ لگی ہے۔ پانی کہاں ہے۔ پانی کہاں ہے؟"

پراسرار چینی اسے چشمے پر لے گیا۔ جولی سانگ نے چشمے کے ٹھنڈے پانی میں چھلانگ لگا دی۔ وہ چشمے کے پانی میں غوطہ لگا گئی۔ چشمے میں نہانے سے اس کی روح کو سکون مل گیا وہ چشمے

ے پانی سے باہر نکلی تو پراسرار چینی نے کہا:

"شہزادی جولی!

میرے ساتھ سرنگ میں آجاؤ۔ تمہاری کنیزیں تاج لئے تمہاری راہ دیکھ رہی ہیں۔"

جولی سانگ شہزادیوں کی طرح چلتی ہوئی چینی کے ساتھ سرنگ ں داخل ہو گئی۔ سرنگ میں آگ کا الاؤ بجھ چکا تھا۔ جولی سانگ جی ہوئی آگ کے پاس بیٹھ گئی۔ اس نے آنکھیں بند کر لیں ر کہا:

"میرا تاج کہاں ہے۔ میرا محل کہاں ہے۔ میرا تخت کہاں ہے مجھے میرے شاہی محل میں لے چلو۔"

پراسرار چینی نے بجھی ہوئی آگ میں سے تھوڑی سی راکھ نکالی ر جولی سانگ کے جسم پر چھڑک دی۔ جولی سانگ کا جسم چھوٹا نا شروع ہو گیا۔ چینی نے جیب سے چوکور تانبے کا میڈل نکال کر لی سانگ کو ہتھیلی پر اٹھا لیا۔ پھر اسے میڈل پر چپکا دیا۔ جولی انگ ایک ابھری ہوئی تصویر کی طرح میڈل پر چپک گئی۔ چینی نے ہلکا سا قہقہہ لگایا اور میڈل جیب میں رکھ لیا۔ ٹوکرا ایک گھوڑے لادا اور دوسرے گھوڑے پر خود سوار ہو کر مغربی ساحل کی طرف روانہ ہو گیا۔

ساری رات اور سارا دن وہ جنگل اور ویران میدانوں میں سفر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

...وئے بادبان کھول دئے گئے۔ بادبانوں میں ہوا بھر گئی۔ لنگڑا
...پتان وھیل کے سامنے کھڑا ہوگیا۔ وہ وھیل گھما کر جہاز کو سمندر
...یں ایک طرف لے جانے لگا۔ جہاز آہستہ آہستہ ساحل سے
...ور ہونا شروع ہوگیا۔ پراسرار چینی بھی وہیں موجود تھا کہ
...نیچے سے عنبر نائب کپتان کی وردی پہنے اوپر آگیا۔

اور بولا!

" کپتان!

ہم کتنے دنوں میں چین پہنچیں گے۔؟"

لنگڑے کپتان نے کہا!

" دو مہینے لگ جائیں گے۔"

پراسرار چینی نے عنبر کو دیکھا تو پوچھا!

" یہ نوجوان کون ہے! کپتان۔ اس سے پہلے میں نے
اسے جہاز پر نہیں دیکھا۔

لنگڑا کپتان بولا!

" یہ نائب کپتان عنبر ہے۔ میں نے اسے نائب کپتان بنا
دیا ہے۔"

پراسرار چینی نے تعجب سے کہا!

" اس کی کیا ضرورت تھی کپتان؟"

لنگڑا کپتان چینی ساتھی کو ایک طرف لے گیا اور بولا!

کرتا رہا۔ دوسرے روز شام ہونے سے پہلے وہ ساحل سمندر پر پہنچ گیا
اس نے دیکھا کہ لنگڑے کپتان کا بادبانی جہاز سمندر میں لنگر ڈالے
کھڑا ہے۔

پراسرار چینی گھوڑے سے اتر کر سمندر کے کنارے آگیا۔ لنگڑا
کپتان اسے دیکھ کر جہاز سے اتر کر نیچے آگیا۔ وہ چینی کو ایک طرف
لے گیا اور رازداری سے بولا!

" کیا تم شہزادی کو اغوا کرنے میں کامیاب ہو گئے ہو؟"

پراسرار چینی نے فاتحانہ مسکراہٹ کے ساتھ کہا!

" شہزادی جولی میری جیب میں ہے۔"

پھر اس نے جیب سے تانبے کا میڈل نکال کر دکھایا جس کے دونوں
جانب جولی سانگ کی شکل ابھری ہوئی تھی۔

پراسرار چینی بولا!

" اس میں سے ایک جولی شہزادی زندہ ہے۔"
اب بادبان کھول دو۔ ہمیں چین کی طرف جانا ہے۔"

لنگڑا کپتان اور پراسرار چینی جہاز پر چڑھ گئے۔ کپتان نے
حکم دیا۔

" لنگر اٹھا کر بادبان کھول دو۔ ہم اپنے سفر پر روانہ
ہو رہے ہیں۔"

اسی وقت جہاز کا لنگر کھینچ لیا گیا۔ ستونوں کے ساتھ لپٹے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"یہ زمین اور ٹیلے کو دیکھ کر بتا دیتا ہے کہ اس کے اندر خزانہ دفن ہے۔"

پھر اس نے سرخ عقیق نکال کر چینی کو دکھایا۔

اور کہا:

"یہ سرخ عقیق اس عنبر نے ایک چٹان میں سے نکالا ہے۔ اس نے کہا: چٹان کے شروع میں ہی ایک قیمتی عقیق موجود ہے۔ ہم نے چٹان کو توڑا تو یہ سرخ عقیق نکل آیا۔ یہ آدمی ہمارے بڑے کام آئے گا۔ ہم اس کی مدد سے پرانے کھنڈرات اور محلات میں دبے ہوئے خزانے نکال سکیں گے۔"

پراسرار چینی بولا:

"لیکن اس کو شہزادی جولی اور اپنے خاص راز کے بارے میں کچھ نہ بتانا۔"

لنگڑا کپتان بولا:

"میں اتنا احمق نہیں ہوں۔ چین میں اس سے کسی پرانے اور بڑے خزانے کا پتہ پوچھ کر ہم اسے قتل کر دیں گے۔"

دونوں مسکرائے۔ پھر پراسرار چینی نیچے اپنے چھوٹے سے کیبن میں آگیا۔ اس نے جولی سانگ کی شکل والا میڈل اپنی جیب

میں ہی رکھا اور برتھ پر لیٹ گیا۔ جہاز کھلے سمندر میں چین کی طرف بڑھتا جا رہا تھا۔

پیچھے جب رات گذر گئی تو ماریا نے کیٹی ناگ اور تھیو سانگ سے کہا:

"اب ہمیں مل کر شہر کا ایک چکر لگانا چاہیے۔ ہو سکتا ہے عنبر کا کوئی کھوج مل جائے۔"

کیٹی بولی:

"جولی سانگ ساتھ والی کوٹھڑی میں ہے۔ اسے بھی ساتھ لئے چلتے ہیں۔"

ماریا نے کہا:

"میں اسے لاتی ہوں۔"

پھر اچانک سانس لے کر بولی:

"لیکن — لیکن مجھے جولی سانگ کی خوشبو نہیں آ رہی کیا تمہیں آ رہی ہے؟"

اب جو ان سب نے سانس لیا تو گھبرا گئے۔ کیونکہ ان میں سے کسی کو جولی سانگ کی خوشبو نہیں آ رہی تھی۔ وہ دوڑ کر ساتھ والی کوٹھڑی میں گئے۔ کوٹھڑی خالی پڑی تھی۔ جولی سانگ وہاں نہیں تھی۔ وہ پریشان ہو گئے۔

جولی سانگ کہاں چلی گئی؟

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سب کے دل میں ایک ہی سوال تھا۔

ناگ بولا:

"میرا خیال ہے۔ اس کے ساتھ کوئی حادثہ ہو گیا ہے۔ وہ اس شہر میں نہیں ہے۔ اگر شہر میں ہوتی تو اس کی خوشبو ضرور آتی۔"

کیٹی نے باہر نکل کر دیکھا اور بولی:

"دن نکلنے پر اس کے پاؤں کے نشان دیکھنے چاہئیں۔"

تھیو سانگ برآمدے میں جھکا زمین کو غور سے دیکھ رہا تھا۔

ناگ نے پوچھا:

"تمہیں کچھ نظر آیا تھیو سانگ؟"

تھیو سانگ بولا۔

"یہاں جولی سانگ کے پاؤں کے نشان ہیں۔ یہ نشان صحن میں جا رہے ہیں۔ میرے ساتھ آؤ۔"

کیٹی ناگ تھیو سانگ اور ماریا صحن میں آ گئے۔ تھیو سانگ نے سب کو جولی سانگ کے پاؤں کے نشان دکھائے۔ جو رات کے اندھیرے میں یہی لوگ دیکھ سکتے تھے۔ صحن سے نکل کر پاؤں کے نشان شہر کے دروازے کی طرف چلے گئے۔ وہ جولی سانگ کے پاؤں کے نشان کے ساتھ ساتھ چلتے شہر سے نکل کر جنگل میں داخل ہو گئے۔

اب یہاں زمین پر گھاس اُگی ہوئی تھی۔ اس گھاس پر جولی سانگ کے پاؤں کے نشان ڈھونڈنا مشکل تھا۔ پھر بھی یہ لوگ جنگل میں سیدھے چلتے گئے۔

جنگل ختم ہوا تو ایک ٹیلہ آ گیا۔ اس ٹیلے میں ایک سرنگ تھی۔ ماریا سب سے پہلے سرنگ میں داخل ہوئی۔ اس نے واپس آ کر بتایا کہ سرنگ کے اندر بجھی ہوئی آگ کا نشان ہے۔ راکھ ابھی گرم ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ آگ ابھی ابھی بجھی ہے۔

ناگ نے پوچھا:

"یہاں آگ کس نے جلائی ہو گی؟"

کیٹی بولی:

"یہاں کوئی بھی مسافر آ کر آگ جلا سکتا ہے۔"

تھیو سانگ نے کہا:

"لیکن مسافر رات کے وقت ہی کدھر چلا گیا؟ اگر وہ رات بسر کرنے کے لئے سرنگ میں آیا تھا تو اسے صبح کو جانا چاہئے تھا۔ اور ابھی رات ہے صبح نہیں ہوئی۔"

ماریا کہنے لگی:

"یہ نقطہ سوچنے کا ہے۔ میرے خیال میں ضرور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس میں کوئی راز ہے۔ ممکن ہے جولی سانگ کو کوئی
شخص بے ہوش کر کے یہاں لے آیا ہو۔"
تھیو سانگ نے سرنگ سے باہر جا کر زمین کو غور سے دیکھا
اور بولا:
"یہاں دو انسانوں اور دو گھوڑوں کے قدموں کے
نشان ہیں۔"
سب سرنگ کے باہر آ گئے۔ اندھیرے میں بھی انہیں دو
گھوڑوں اور دو انسانوں کے پاؤں کے نشان نظر آ رہے تھے
ناگ جھک کر بیٹھ گیا اور تھیو سانگ سے کہنے لگا:
"کیا ان میں جولی سانگ کے پاؤں کے نشان بھی
ہیں۔"
تھیو سانگ سر اٹھا کر بولا:
"ہاں! ایک نشان جولی سانگ کے قدموں کا ہے میں
اسے صاف پہچان لیتا ہوں۔
یہ دیکھو!
"یہ دونوں پاؤں کے نشان جولی سانگ کے ہیں۔ یہاں
سے نشان آگے جاتے ہیں۔"
وہ نشانوں کے پیچھے پیچھے اس چشمے تک آ گئے۔ جس میں
جولی سانگ نے غسل کیا تھا۔ وہاں سے نشان پھر سرنگ کی طرف

تے تھے۔ اس کے بعد انسانی قدموں کے نشان غائب ہو گئے۔
ر گھوڑوں کے سموں کے نشان شروع ہو جاتے تھے۔
تھیو سانگ نے کہا:
"یہاں جولی سانگ کو گھوڑے پر سوار کر کے
لے جایا گیا ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے
کہ یہ گھوڑ سوار کون تھا؟ کہاں سے آیا تھا؟
جولی سانگ یہاں کیسے آئی؟ اور وہ جولی سانگ
کو کہاں لے گیا ہے؟"
ماریا نے کہا:
"وہ جو کوئی بھی تھا۔ ہمیں جولی سانگ کا پیچھا
کر کے اسے ہر حالت میں اس آدمی سے
نجات دلانی ہو گی۔ ظاہر ہے اس نے
جولی سانگ پر کوئی طلسم کیا ہو گا۔"
ناگ بولا:
"جولی سانگ کے پاؤں کے نشان صاف بتا رہے
ہیں کہ جولی سانگ اپنے پاؤں پر چل رہی تھی
وہ بے ہوش نہیں تھی۔ اس سے یہ
بات ثابت ہو جاتی ہے کہ اس پر کوئی
طلسم کر کے اس کے ذہن کو بدل دیا گیا ہے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

طلسم کے ذریعے اس کی یادداشت غائب کر دی گئی ہے۔ اور وہ اپنے اغوا کرنے والے کے ساتھ ساتھ چل رہی ہے۔"

کیٹی اور ماریا نے بھی اس خیال کی تائید کی۔

تھیو سانگ بولا:

"ہمیں گھوڑے کے کھروں کے ساتھ ساتھ چلنا ہو گا۔ جو لی سانگ جہاں بھی گئی ہو گی اس کا پتہ چل جائے گا۔"

ماریا نے گھوڑوں کے کھروں کے نشانوں کو جھک کر غور سے دیکھا۔

اور بولی:

"گھوڑوں کا رخ جنگل میں مشرق کی طرف ہے۔ ہمیں اسی طرف چلنا چاہیے۔"

کیٹی نے مشورہ دیا کہ ماریا فضا میں اڑ کر آگے جائے اور دیکھے کہ آگے کیا ہے۔ ناگ نے ماریا سے کہا کہ کیٹی کا مشورہ اچھا ہے۔ تم جاکر دیکھو کہ اس جنگل کے آگے کیا ہے؟ اور کیا جہاں جنگل ختم ہوتا ہے۔ وہاں بھی گھوڑوں کے کھروں کے نشان ہیں۔؟

کیٹی نے کہا:

"مگر تم جلدی واپس آ جانا۔ ہمیں تمہاری بھی فکر لگی رہے گی۔"

ماریا نے کیٹی تھیو سانگ اور ناگ سے کہا:

"تم لوگ اسی جگہ ٹھہر کر میرا انتظار کرو۔ میں پتہ کر کے آتی ہوں۔"

اتنا کہہ کر ماریا فضا میں بلند ہوئی اور مشرق کی طرف اڑنے لگی۔ وہ بڑی تیزی سے اڑ رہی تھی۔ اور دیکھتے دیکھتے وہ جنگل کے درختوں کو پیچھے چھوڑ گئی جنگل ختم ہوا تو آگے سمندر کا کنارہ آ گیا۔ ماریا غوطہ لگا کر نیچے آ گئی۔ جہاں جنگل ختم ہوتا تھا وہاں سے ایک راستہ سمندر کے کنارے کی طرف جاتا تھا۔ ماریا نے جھک کر ریت پر دیکھا۔ ریت پر دونوں گھوڑوں کے نشان موجود تھے۔ یہ نشان سمندر کے کنارے تک چلے گئے تھے۔ یہاں ماریا نے دو آدمیوں کے پیروں کے نشان دیکھے۔ یہ نشان بھی سمندر میں جاکر ختم ہو جاتے تھے۔ صاف معلوم ہو رہا تھا کہ یہاں سے یہ لوگ جہاز پر سوار ہو گئے ہیں۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ماریا پلٹ کر فضا میں بلند ہوئی۔ اور تیز رفتاری سے اڑتی ہوئی واپس تھیوسانگ کیٹی اور ناگ کے پاس آگئی۔ اس نے آتے ہی اسے ساری بات شروع سے اخیر تک بیان کر دی۔

تھیوسانگ بولا!

"ضرور جولی سانگ کو وہاں سے جہاز پر بٹھا کر لے جایا گیا ہے۔ ہمیں ساحل سمندر پر پہنچنا ہوگا۔"

اور وہ تیز تیز قدموں سے جنگل کی طرف بڑھے۔ صبح ہو رہی تھی۔ یہ لوگ جنگل سے نکل کر سمندر کے کنارے آگئے۔ ماریا نے انہیں زمین پر گھوڑوں اور انسانوں کے پاؤں کے نشان دکھائے۔ تھیوسانگ اور ناگ غور سے ان نشانوں کو دیکھنے لگے۔ ان میں جولی سانگ کے قدموں کے نشان نہیں تھے۔ آدمیوں کے قدموں کے نشان موجود تھے۔ مگر جولی سانگ کے قدموں کے نشان کہیں نہیں تھے۔ تھیوسانگ اور کیٹی بڑے حیران ہوئے کہ غار کے باہر جولی سانگ کے قدموں کے نشان موجود تھے۔ پھر یہاں آکر کیوں غائب ہو گئے۔ جب کہ ان گھوڑوں کے کھروں کے نشان بھی وہاں ریت پر موجود تھے۔ جن پر جولی سانگ کو

سوار کروا کر لایا گیا تھا۔

ناگ کہنے لگا!

"ممکن ہے یہاں جولی سانگ کو بے ہوش کر کے کسی جہاز میں سوار کرایا گیا ہو۔"

کیٹی نے ماریا سے کہا!

"ماریا!

تم سمندر میں آگے جا کر دیکھو کہ کیا کوئی سمندری جہاز سفر کر رہا ہے۔ اگر جہاز سفر کر رہا ہو تو اس میں جولی سانگ کا پتہ کرو۔"

ناگ بولا:

"ہاں ماریا!

تم سمندر میں دور تک ایک چکر لگا کر آؤ۔ ہم یہیں بیٹھتے ہیں۔"

ماریا فضا میں بلند ہوگئی اور سمندر کے اوپر پرواز شروع کر دی۔ اس وقت تک لنگڑے کپتان کا جہاز سمندر میں تیز ہواؤں کی وجہ سے کافی آگے نکل چکا تھا۔ ماریا کھلے سمندر میں آگئی تھی۔ اس نے اپنا رخ مشرق کی طرف کر رکھا تھا مگر کھلے سمندر میں آتے ہی بڑے زور کی آندھی چلنے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لگی - بادل چھا گئے اور موسلا دھار بارش شروع ہو گئی - بارش سے ماریا کو کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی تھی - مگر آندھی کی وجہ سے سمندر پر چاروں طرف نہ جانے کدھر سے آکر دھند چھا گئی اور ماریا رستے سے بھٹک گئی -

وہ دھند میں سے نکلنے کے لئے اوپر کو اٹھنے لگی - دھند کافی بلندی تک چھائی ہوئی تھی - ماریا اوپر ہی اوپر اٹھتی چلی گئی - جب وہ دھند سے پار ہوئی تو آگے بادل آ گئے - جن میں بجلیاں چمک رہی تھیں - ماریا ان بادلوں میں گھس گئی - وہ بادلوں سے بھی اوپر اٹھنے لگی - کافی بلندی پر جانے کے بعد بادل بھی ختم ہو گئے - اب روشنی میں آ کر ماریا نے نیچے دیکھا تو اسے سینکڑوں میل دور تک بادلوں کی گہری سیاہ چھت پھیلی ہوئی نظر آ رہی تھی - سمندر کا نام و نشان کہیں نظر نہیں آ رہا تھا - اس وجہ سے ماریا کو بادبانی جہاز بھی کہیں دکھائی نہیں دے رہا تھا - جس میں عنبر اور جولی سانگ موجود تھے -

ماریا کافی دیر تک ان بادلوں میں چکر لگاتی رہی

جب اسے یقین ہو گیا کہ وہ کسی بھی جہاز کو تلاش نہ کر سکے گی - تو وہ اڑتی ہوئی واپس چلی - اب واقعی ماریا سمندر میں راستہ بھول گئی تھی - وہ بادلوں سے نکل کر دھند میں آ گئی - دھند سے نکل کر سمندر کے پاس آئی تو اسے دھند کی وجہ سے سمندر کی سطح بھی نظر نہیں آ رہی تھی - اس نے سانس کھینچ کر سونگھا - تیز ہواؤں کی وجہ سے اسے ناگ کیٹی اور تھیو سانگ کی خوشبو بھی نہیں آ رہی تھی -

ماریا کو یہ بھی احساس نہیں رہا تھا کہ وہ شمال کی طرف جا رہی ہے کہ جنوب کی طرف جا رہی ہے کیونکہ دھند اور بادلوں کی وجہ سے اسے سورج کہیں بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا -

فضا میں ناگ کیٹی تھیو سانگ کی خوشبو نہ آنے کا مطلب یہ تھا کہ وہ ان لوگوں سے بہت دور نکل آئی ہے - اپنے خیال کے مطابق ماریا اپنے ان بچھڑے ہوئے ساتھیوں کی طرف پرواز کرتی ہوئی جا رہی تھی جو سمندر کے کنارے بیٹھے اس کا انتظار کر رہے تھے - مگر اسے اس حقیقت کا احساس نہیں تھا کہ وہ جنوب کی طرف اڑی چلی جا رہی ہے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جب وہ کافی دور نکل آئی تو دھند آہستہ آہستہ غائب ہونے لگی۔ بادل بھی چھٹ گئے۔ سورج نکل آیا۔ سورج کی روشنی میں ماریا نے دیکھا کہ اس کے چاروں طرف سمندر ہی سمندر ٹھاٹھیں مار رہا ہے اس نے سورج کے حساب سے ناگ کیٹی تھیو سانگ کی طرف اڑنا شروع کر دیا۔ مگر خدا جانے کیا بات تھی کہ وہ دوپہر تک سمندر کے اوپر اڑتی رہی۔ نہ سمندر ختم ہوا اور نہ اسے ناگ تھیو سانگ اور کیٹی کا کچھ پتہ چلا۔ ماریا کو تو رونا آگیا کہ وہ تو تھیو سانگ کا پتہ کرنے نکلی تھی اور وہ خود بھٹک گئی ہے۔ خدا جانے یہ سمندر کتنا بڑا تھا کہ ختم ہونے میں ہی نہیں آتا تھا۔ ماریا سمندر سے پچاس فٹ بلند ہو کر اڑی جا رہی تھی۔ اسے اب بھی امید تھی کہ وہ ناگ تھیو سانگ اور کیٹی کے پاس ضرور پہنچ جائے گی۔ مگر قدرت اسے کہاں لے جا رہی ہے اس کا ماریا کو کوئی علم نہیں تھا۔

○

آگے کیا ہوا! جاننے کے لئے

قسط نمبر ۱۶۶

"بدروحوں کی چٹان" پڑھیں

میرے نام

پیارے انکل اے حمید! خدا آپ کو بہاروں کی سی خوشیاں دے (آمین)

السلام علیکم! انکل آپ کی محفل میں پہلی دفعہ شریک ہو رہا ہوں۔ واپسی جواب کا شرف حاصل کرنے کا امیدوار ہوں۔ انکل میری عمر ۲۰ سال ہے مگر میں عنبر ناگ ماریا سیریز بڑے شوق سے پڑھتا ہوں۔ انکل جب میں چھٹی کلاس میں تھا تو اُس وقت مجھے آپ کا ایک رسالہ بس میں پڑا ہوا ملا۔ میں نے پڑھا مجھے بہت پسند آیا۔ پھر میں نے سوچا کہ پہلے حصے پڑھوں مگر جیب نہیں مانی۔ چند ماہ بعد میرے والد صاحب باہر چلے گئے میں F-A میں آگیا۔ میں آگے نہ پڑھ سکا۔ اور ہم لاہور سے گوجرانوالہ شفٹ ہو گئے۔ یہاں میں نے جنرل سٹور کھول لیا۔ تو مجھے عنبر ناگ ماریا کی سیریز یاد آگئی۔ میں نے اُن کی پوری ۲۰۰ قسط رکھی ہوئی ہیں۔ اور عمران سیریز وغیرہ۔ بھی جنرل سٹور کے ساتھ لائبریری بنالی ہے۔ انکل میں غیبی خلائی شیطان پڑھ رہا ہوں یقین کریں اس سے مزیدار سیریز میں نے آج تک نہیں پڑھی۔ انکل ایک بات ہے آپ کے رسالوں میں کئی جگہوں پر بہت غلطیاں ہیں مثلاً واپسی کی قسط ۱۰۰ میں تھیو سانگ عنبر کو چھوٹا کر دیتا ہے۔ اور ماریا اُسے اُٹھا لیتی ہے۔ مگر جب ماریا کا جادو ٹوٹتا ہے تو وہ تھیو سانگ کو ملتی ہے تو تھیو سانگ کو یہ خیال کیوں آتا ہے کہ عنبر کی بہن ماریا نہ ہو۔ کیونکہ اُس نے اس کا ذکر سُنا ہے۔ بلکہ اُسے تو پہلے پتہ تھا کیونکہ وہ ماریا سے مل چکا ہوتا ہے اور ایک رسالے میں کیٹی کا جن دوست اُسے سیٹی بجانے کو کہتا ہے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مگر وہ چٹکی بجا کر شکل بدل لیتی ہے۔ برائے مہربانی انکل ایسی غلطیوں کا خیال رکھا کریں؟

میرے خط کا جواب ضرور دیں۔ انکل مجھے عنبر ناگ ماریا سے ملنے کا شوق ہے کیا آپ مجھے اُن سے ملا سکتے ہیں۔ کیونکہ جب میں اُن کی داستان پڑھتا ہوں تو ذہن میں ایسے تصوّر آتا ہے جیسے سچ مچ اُن کو فلم کی طرح دیکھ رہا ہوں۔ اگر آپ دوسروں کی طرح مجھے بھی کہانی میں اُن سے ملوا دیں۔ تو مجھے بہت خوشی ہوگی۔ انکل آپ کو خدا لمبی زندگی دے تاکہ آپ ہمارے لیے اچھی اچھی کتابیں لکھیں۔ آپ کی کتابوں سے ہر وہ چیز مجھے ملی ہے۔ جو تاریخ سائنس میں موجود ہے۔ میری طرف سے آپ کو آپ کے پرستاروں کو سلام۔ آپ کا پرستار

پرنس عامر سہیل

سہیل جنرل سٹور۔ گلی مرزا حاکم بیگ۔ بیری والا چوک۔ گوجرانوالہ۔

پیارے انکل اے حمید صاحب السلام علیکم! اس ماہ کی دو طلسمی کتاب۔ "مُردہ دیوتا" "کنکھجورا عورت" پڑھیں۔ بہت اچھی لگیں۔ اور عنبر ناگ ماریا کا چھٹا ساتھی جوگی سانگ کی خوبیاں بھی بہت اچھی ہیں۔ اور آپ عنبر ناگ ماریا کے سفر کو تاریخ میں ہی رکھیں۔ کمپیوٹر کے دَور میں نہ لائیں۔ اس لیے ہمیں تاریخ کے واقعات سے معلومات اور سبق ملتا ہے۔ آپ مجھے عنبر ناگ ماریا کے سفر کی فہرست ارسال کر دیں۔ شکریہ۔ اللہ سے دعا ہے کہ آپ کا قلم اسی طرح شادمان و کامران چلتا رہے۔ اور ہمیں آپ کے قلم سے معلومات حاصل ہوتی رہیں۔

فقط آپ کے ناولوں کا شوقین

عبدالجبار ۲۶۳ فیلڈ بی ایریا کریما آباد ——— کراچی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

۱۰۱ خلائی جہاز کی ممی
۱۰۲ ٹیپی خلائی شیطان
۱۰۳ ماریا دوزخ میں
۱۰۳ خلائی کرہ
۱۰۴ مُردوں کا سیارہ
۱۰۵ خونخوار انسان کی بستی
۱۰۶ خوفناک عکسی بستی
۱۰۷ ہیبت ناک قلعہ
۱۰۸ ٹیپی کی شہزادی
۱۰۹ ماتا دیوی کا قلعہ
۱۱۰ آدھی عورت آدھا سانپ
۱۱۰ آدمی خلائی مخلوق
۱۱۱ عنبر اور زندہ لاش
۱۱۲ کیپٹن اور خوفناک رات میں
۱۱۳ ماریا خوفناک تجربہ
۱۱۴ خوفناک قیدی
۱۱۵ سانپ کا قیدی
۱۱۶ موت کی چھلانگ
۱۱۷ مُردے کی موت
۱۱۸ قبر کا ہاتھ
۱۱۹ مُردے کا بھوت
۱۲۰ خوفناک مقابلہ
۱۲۱ ماریا کا پنجہ
۱۲۲ سیارہ کا بھوت
۱۲۳ سیارہ تشنہ
۱۲۳ انسانی دشمن بیچ
۱۲۴ ٹیپی خلاؤں میں
۱۲۵ خونی راز
۱۲۶ سرخ ناگ
۱۲۷ عنبر کی قبر
۱۲۸ جنگل کے قیدی
۱۲۹ چاند محل کے سنتری
۱۳۰ ہنگلی ناگن
۱۳۱ قبرستان کی خوفناک رات
۱۳۲ منگلا دیوی کا تحفہ
۱۳۳ کھوپڑی میں
۱۲۵ آسیبی پیچ
۱۲۶ باپ کی خوشبو
۱۲۷ تابوت والی لڑکیاں
۱۲۸ آدم خور شکاری
۱۲۸ بھٹکتی روحوں کا سفر
۱۲۹ مجبور لڑکی
۱۳۰ ویران سیارہ
۱۳۱ ناگ کا دشمن عنبر ناگ
۱۳۲ مُردے کی راکھ
۱۳۳ آدھا زندہ آدھا مردہ
۱۳۴ لائٹ ہاؤس کے سائے
۱۳۵ بوتل میں بند ناگ
۱۳۶ کیپٹن سانپ کے آگے
۱۳۷ ملکی شہزادی
۱۳۸ ناگ کی قبر
۱۳۹ سایوں کے قبرستان
۱۵۰ زہریلی عورت کا مجسمہ
۱۵۱ زہریلا ناگ
۱۵۲ بیچے کا ناگ
۱۵۳ عکسی کتاب
۱۵۳ مُردہ دریا
۱۵۴ تکلیف دار عورت
۱۵۵ جنگل سانگ کی تلاش
۱۵۶ کھوپڑی کا راز
۱۵۷ قبرستان کا مُردہ غائب
۱۵۸ کستوری ناگ
۱۵۹ سانپ کی بیوی
۱۶۰ ناگ محل
۱۶۱ مزارستان کی آواز
۱۶۲ تابوت میں آنکھ
۱۶۳ جنگلی ناگ
۱۶۴ ڈراؤنی آواز کا راز
۱۶۵ بدروحوں کی کوٹھی
۱۶۶ جنگل کی چڑیل
۱۶۷ خلائی جہاز کی...

عنبر ناگ ماریا
اور کیپٹن خلا میں

اے حمید

عنبر پبلی کیشنز
شاہ عالم مارکیٹ لاہور۔۸